

جلد 17 شماره 7 ماه جولائی 2015ء رمضان اشوال 1436ھ



ماہنامہ

فلاح آدمیت

سلسلہ عالیہ توحید یہ کا تعارف اور اغراض و مقاصد

- ◆ سلسلہ عالیہ توحید یہ ایک روحانی تحریک ہے جس کا مقصد کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ کے مطابق خالص توحید، اتباع رسول، کثرت ذکر مکارم اخلاق اور خدمت خلق پر مشتمل حقیقی اسلامی تصوف کی تعلیم کو فروغ دینا ہے۔
- ◆ کشف و کرامات کی بجائے اللہ تعالیٰ کے قرب و عرفان اور اس کی رضا و لقاء کے حصول کو مقصود حیات بنانے کا ذوق بیدار کرنا ہے۔
- ◆ حضور ﷺ کے اصحاب کی پیروی میں تمام فرائض منصبی اور حقوق العباد ادا کرتے ہوئے روحانی کمالات حاصل کرنے کے طریقہ کی ترویج ہے۔
- ◆ موجودہ زمانے کی مشغول زندگی کے تقاضوں کو مد نظر رکھتے ہوئے نہایت مختصر اور سہل العمل اور ادواذ کار کی تلقین۔
- ◆ غصہ اور نفرت، حسد و بغض، تجسس و غیبت اور ہوا و ہوس جیسی برائیوں کو ترک کر کے قطع ماسواء اللہ، تسلیم و رضا عالمگیر محبت اور صداقت اختیار کرنے کو ریاضت اور مجاہدے کی بنیاد بنانا ہے۔
- ◆ فرقہ واریت، مسلکی اختلافات اور لا حاصل بحثوں سے نجات دلانا۔ تزکیہ نفس اور تصفیہ قلب کی اہمیت کا احساس پیدا کر کے اپنی ذات، اہل و عیال اور احباب کی اصلاح کی فکر بیدار کرنا ہے۔
- ◆ اللہ تعالیٰ کی رضا اس کے رسول ﷺ کی خوشنودی اور ملت اسلامیہ کی بہتری کی نیت سے دعوت الی اللہ اور اصلاح و خدمت کے کام کو آگے بڑھانا اپنے مسلمان بھائیوں کے دلوں میں قلبی فیض کے ذریعے اللہ تعالیٰ کی محبت بیدار کرنا اور روحانی توجہ سے ان کے اخلاق کی اصلاح کرنا ہے۔

بیاد
خواجہ عبدالحکیم انصاری
بانی سلسلہ

گوجرانوالہ

ماہنامہ

فلاح آدمیت



عالمگیر محبت اور بنی نوع انسان کی اصلاح و فلاح کے لیے

محمد صدیق ڈار

بانی جرنل فلاح آدمیت

نگران و سرپرست اعلیٰ: جناب محمد یعقوب توحیدی
0344-9000042 شیخ سلسلہ عالیہ توحیدیہ

مجلس ادارت

خالد مسعود، ایم طالب
پیر خان، عتیق احمد عباسی
حافظ محمد یسین، عبدالقیوم ہاشمی
پروفیسر محمد شبیر شاہد، ہوتونی
ماجد محمود توحیدی

احمد رضا خان
0321-6400942

خالد محمود بخاری
0300-7374750

سید رحمت اللہ توحیدی
0333-4552212

مدیر

معاون مدیر

نائب مدیر

مرکز تعمیر ملت (ڈاکٹرانہ سیکنڈری بورڈ) وحید کالونی کوٹ شاہاں گوجرانوالہ
Ph: 055-3411035 / 055-3411030

ای میل: info@tauheediyah.com

Website www.tauheediyah.com

پبلشر حامد رشید انصاری نے معراج دین پرنٹرز محلہ منڈی لاہور سے چھوڑ کر مرکز تعمیر ملت، جی ٹی روڈ گوجرانوالہ سے شائع کیا

سالانہ فٹڈ - 300 روپے



قیمت شمارہ - 30 روپے

﴿اس شمارے میں﴾

صفحہ نمبر	مصنف	مضمون
1	ادارہ	دل کی بات
4	مولانا فضل الرحیم	دوسرے حلیت
6	خالہ محمود بخاری	قبلہ محمد صدیق ڈار صاحب کا خلوط نام خالہ محمود
8	بیر خان توحیدی	پیر اسرا بندھے (خولیہ عبدالکیم انصاری)
16	محمد قیصل خان	بابائے کی باتیں
33	سید رحمت اللہ شاہ	پدرم سلطان یوہ
39	محمد صادق ڈوگر	قبلہ محمد صدیق ڈار توحیدی کیساتھ جیتے دن
42	عبدالرشید ساسی	قبلہ محمد صدیق ڈار توحیدی کی یادیں
45	سازہ گل	کردار کے غازی
48	قاری محمد طیب	معیت و معیت
52	وحید الدین خان	قصوف ثبت اور متقی پہلو
57	پروفیسر محمد شبیر شاہد	حسن سلوک
60	حافظ محمد نسیم	سلسلہ عالیہ توحیدیہ کے زیر اہتمام اظہار پروگرام

دل کی بات

پہلی سلسلہ عالیہ توحیدیہ خواجہ عبدالکیم انصاریؒ کا یوم ولادت (۲۹ جولائی ۱۸۹۳ء)، شیخ سلسلہ عالیہ توحیدیہ بابا جان محمد صدیق ڈار صاحب توحیدیؒ کا یوم پیدائش (۲ جولائی ۱۹۳۵ء) اور یوم وفات (۷ جولائی ۲۰۱۳ء) کے روضان المبارک اور عید الشہداء جولائی کے اس قیلہ میں خاص موضوعات ہیں جن پر ہمارے بھائیوں نے کچھ باتیں تحریر کی ہیں۔

سلسلہ عالیہ توحیدیہ فقراء کی جماعت ہے۔ خواجہ عبدالکیم انصاریؒ نے اس جماعت کی بنیاد رکھی اور آپؒ کے وفادار مرید جناب محمد صدیق ڈار صاحب توحیدیؒ نے اس جماعت کی سرپرستی میں ایک بہترین ورگزارا۔ مبالغہ آرائی سے بالاتر یہ ایک حقیقت ہے کہ ہم توحیدیوں کے شب و روز میں کوئی دن ایسا نہیں گزرتا جب ہم اپنے ان محسنوں کو یاد نہ کرتے ہوں۔ اس کے باوجود ہم اپنے ان بزرگوں کا یوم ولادت بھی مناتے ہیں اور یوم وفات بھی۔ ہمارے ہاں اس حوالے سے کوئی دن مخصوص نہیں مگر ہم اپنے علاقائی حلقہ جات میں حسب سہولت کسی دن مقامی طور پر مل بیٹھتے ہیں۔ ہم ان بزرگوں کی ارواح کے ایصال ثواب کیلئے ختم قرآن یا دعا پڑھاتے ادا کرتے ہیں، سلسلہ عالیہ توحیدیہ کی تعلیمات کا فائدہ کرتے ہیں، ماورائے حدود کے حضور اس تعلیم کو پالنے پر اظہار تشکر بھی کرتے ہیں۔ ہماری ان محافل میں کہیں بھی شخصیت پرستی، پیر پرستی، یا قیر پرستی جیسی کوئی بات ہرگز نہیں ہوتی۔ ہمارے ان بزرگوں نے ہمیں اپنی ذات سے بالاتر ہو کر خالق تعالیٰ اللہ بوریٰ کے حبیب ﷺ کی محبت اور اطاعت سے بھرپور اسلامی تصوف کی تعلیم دی۔ اسی تعلیم کو اب شیخ سلسلہ عالیہ توحیدیہ قیلہ بابا جان محمد یعقوب صاحب توحیدیؒ ہمارے دلوں میں اجاگر کرنے کیلئے شب و روز کوشاں ہیں۔

سلسلہ عالیہ توحیدیہ صدیوں پر محیط تصوف کی تاریخ میں ایک ایسے ایک تہذیب ہے۔ تصوف میں ہمیشہ مریدین کے سامنے بزرگ رہے ہیں جنہیں مرنے کے بعد ان کے مریدین نے وقت کے ساتھ عیب و غریب اور مافوق الفطرت ہستی کے طور پر پیش کیا۔ شاید یہی وجہ تھی کہ یہ بزرگ مرہجی گئے تو ان کی قبروں کو پوجا گیا۔ سلسلہ عالیہ توحیدیہ میں شیخ سلسلہ عالیہ توحیدیہ کے منصب پر موجود بزرگ ہی اس سلسلہ کے مریدین کے مرشد ہیں۔ تمام تر تعلیمات اور اخلاقی رہتے ہیں اور ہمیشہ رہیں گے جو باقی سلسلہ عالیہ توحیدیہ حضرت خواجہ عبدالکیم الساری نے اس روحانی سلسلہ کیلئے تحریر فرما دیے۔ نتوانی سلسلہ نے اپنی شخصیت کو اپنے سلسلہ کی تعلیمات پر مقدم رکھا اور نہ ہی ان کے بعد آنے والے کسی شیخ سلسلہ عالیہ توحیدیہ نے ایسی کوئی تعلیم دی۔ سلسلہ عالیہ توحیدیہ کی تعلیمات کما حقہ ہی نکلی ہیں۔

ہمیں دی جانے والی تعلیم کی نوعیت ہی ایسی ہے کہ ہم نے تمام حالات میں اللہ تعالیٰ کو پورے دھیان سے یاد رکھنا ہے اس کی یاد رکھنا ہی ہر اندر جانے والی اور ہر باہر آنے والی سانس کے ساتھ بسا نا ہے، یہ کوشش کرنی ہے کہ کوئی سانس اللہ کی یاد سے غافل نہ گزرے۔ اس کے علاوہ بھی جہاں ہمارے مرشد ہمارے مکتوب میں اللہ کی دعا کی خواہش اور اس کیلئے خاص سوز و گداز کو اپنے روحانی فیض اور توجہ سے نمودار ہے تو وہاں اپنے آپ کو مکمل طور پر اللہ رحیم و کریم کے حضور اپنی طرح سپرد کرنے کا درس بھی دیتے ہیں جیسا اللہ تعالیٰ کو ہمارا سپرد ہونا مطلوب ہے۔ ساری کی ساری تعلیم محبوب خدا رسول اللہ ﷺ کی سیرت طیبہ پر چلتے ہوئے اللہ کی خالص بندگی میں آجانے کی ہے۔ جہاں عام حالات میں ساری زندگی اور ہر لمحہ کیلئے ایسی تعلیم وہاں ماہ رمضان المبارک کی آمد اور بالخصوص اس آخری عشرہ کا بھی میسر آ جانا ہمارے لئے کسی بونس سے کم نہیں کہ جہاں متعدد احادیث مبارکہ اور سنت نبوی ﷺ سے اس آخری عشرہ کی بے بہا افادیت ثابت ہے۔

یہ ٹھیک ہے کہ ہمیں رمضان المبارک کے حوالے سے عبادات کی انگ سے کوئی خاص ہدایات نہیں دی جاتیں مگر کیا یہ سوچا جاسکتا ہے کہ اللہ کی خواہش رکھنے والے لوگ ان لمحات کو ضائع کر دیں جن کا اہتمام اور جن کی تلاش کی ہدایات سرکارِ وہ عالم حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ سے ہمیں ملی ہیں، اور ایسے لمحات کہ جب وہ خالق و مالک اللہ تعالیٰ اپنی بیش بہا عطائیں ہمارے وہم و گمان سے کنکس نیا رہ غنی ہوتا ہے؟

ہمیں جو ہم سلسلہ عالیہ تو حیدریہ میں ملا ہے وہ بہت زبردست اور اصل کے عین مطابق ہے یہ ہم ہمارے بڑے بڑے دینی حلقوں میں بھی کیا ہے اور جسے عام ہونے کی اشد ضرورت ہے۔ اس فہم کے مطابق یہ سارا مہینہ اس دستورِ حیات قرآن کریم کی آمد کی celebration میں منایا جاتا ہے، ہمیں تو اس ماہِ حیات میں آنے والی عظیم نعمت قرآن کریم کو اپنی عملی زندگی کے ہر پہلو پر پوری Spint سے نافذ کرنے کے عزم کے ساتھ عید الفطر منائی ہے اور اس پر اللہ تبارک و تعالیٰ کے حضور استقامت کی دعا بھی کرتی ہے۔ ماہِ رمضان المبارک کی تمام تر اقاویت اور نقصان اس قرآن پاک کے نزول کی وجہ سے ہیں یہ سب دراصل قرآن کریم کی آمد کی celebration ہے، گنیں ایسا نہ ہو کہ ہم بھی تمام تر celebrations سے تو مستفیض ہوں، ان کو تو یاد رکھیں اور ان سب کی اصل اور بنیادی وجہ قرآن کریم سے غفلت کے مرتکب رہیں۔ تمام قارئین کو عید الفطر مبارک ہو۔

(ادارہ فلاح آدمیت)

درس حدیث : (مولانا فضل الرحیم)

﴿عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: زَيْنُوا أَعْيَادَكُمْ بِالتَّكْوِينِ﴾

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "اپنی عیدوں کو تکوین سے باہر نہ لے جاؤ۔"

رمضان کی آخری رات: حضرت ابو ہریرہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ رمضان کی آخری رات میں آپ ﷺ کی امت کیلئے بخشش و مغفرت کا فیصلہ کیا جاتا ہے۔ آپ ﷺ سے دریافت کیا گیا کہ وہ شب تہ رہتی ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا کہ شب تہ رہتی نہیں ہوتی لیکن بات یہ ہے کہ عمل کرنے والا جب عمل پورا کر دے تو اسکو پوری اجرت مل جاتی ہے۔

صدقہ فطر: انسان سے پہنچا سائے بشریت حالت روزہ میں خطائیں اور غلطیاں ہو جاتی ہیں اور روزہ میں کی کٹاہی سے خود کو پاک کرنا ہے، اس لئے حضور ﷺ نے صدقہ فطر فرض قرار دیا ہے تاکہ روزے پاک صاف ہو کر قبول ہو جائیں۔

حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاصؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک شخص کو بھیجا کہ مکہ مکرمہ کے کئی کوچوں میں منادی کرویں کہ صدقہ فطر ہر مسلمان پر واجب ہے خواہ مرد ہو یا عورت، آزاد ہو یا غلام، چھوٹا ہو یا بڑا، دو دھ (تقریباً دو ٹکڑے ہوں یا اس کے سوا ایک صاع (ساڑھے تین ٹکڑے کچھ زیادہ) خلد کا۔ (نومذی) صدقہ فطر نماز عید الفطر سے پہلے ادا کرنا سنت ہے۔ مگر کاسر بردار اپنی طرف سے اور ہر اس شخص کی طرف سے جس کا مان و تقصد دروغ اس پر فرض ہے اور جو اس کے ماتحت ہوں صدقہ فطر نکال کر نماز عید سے قبل مساکین کو دے گا ایک دو دن قبل بھی دے سکتا ہے۔ نماز کے بعد فطر ادا کرنا عام صدقہ ہے۔

نماز عید کا طریقہ: رسول اللہ ﷺ عید کی نماز ہمیشہ شہر سے باہر ادا فرماتے تھے نماز عید رکعت ہے،

اس نماز میں چھ تکبیرات زائد ہیں۔ نماز اس طرح شروع کریں کہ قبلہ کی طرف منہ کر کے امام کی اقتداء میں اللہ اکبر کہتے ہوئے، دونوں ہاتھ بلند کرے اور ہاتھ باغمد لے۔ پہلی رکعت میں مَبْحَاثُكَ اللَّهُمَّ پڑھنے کے بعد قرأت سے پہلے ہاتھ کانوں تک اٹھا کر اللہ اکبر کہے اور ہاتھ چھوڑ دے۔ دوسری بار پھر ہاتھ کانوں تک اٹھا کر تکبیر کہے اور ہاتھ چھوڑ دے، تیسری بار بھی اسی طرح ہاتھ اٹھا کر تکبیر کہے اور پھر ہاتھ باغمد لے اور قرأت شروع کرے۔ باقی پوری رکعت تمام نمازوں کی طرح ادا کرے۔ دوسری رکعت میں سورہ فاتحہ و قرأت کے بعد امام کی اقتداء میں تین تکبیروں کے ساتھ ہاتھ کانوں تک بلند کرے اور ہاتھ چھوڑ دے۔ چوتھی بار جب امام اللہ اکبر کہے تو تکبیر کے ساتھ رکوع میں چلا جائے۔ اس کے بعد باقی نماز تمام نمازوں کی طرح پوری کرے۔

عید کے اعمال مسنونہ: حضور نبی اکرم ﷺ عید کے دن غسل فرماتے، خوبصورت اور عمدہ لباس زیب تن فرماتے۔ کبھی میز و سرخ و صاری دار چادر شریف اوڑھتے تھے۔ یہ چادر یمن کی ہوتی تھی جسے بردیمانی کہا جاتا ہے وہ یہی چادر ہے۔ عید کے لئے زیب و زینت کرنا مستحب ہے مگر لباس مشروع ہو۔ حضور اکرم ﷺ کی عادت تھی کہ عید الفطر کے روز عید گاہ جانے سے پہلے چند کھجوریں تناول فرماتے تھے۔ ان کی تعداد طاق ہوتی یعنی پانچ، سات۔ (بخاری، طبرانی) حضور اکرم ﷺ جس راہ سے عید گاہ تشریف لے جاتے، اس راہ سے واپس تشریف نہ لاتے بلکہ دوسرے راستے سے تشریف لاتے۔ (بخاری، ترمذی، مدارج النبوة)

حضرت ابن عمرؓ اچان سنت کے باعث طلوع شمس سے قبل گھر سے نکلتے اور گھر سے نکلتے ہی عید گاہ تک تکبیر کہتے رہتے۔ ﷻ اللہ اکبر اللہ اکبر لا الہ الا اللہ و اللہ اکبر اللہ اکبر واللہ الحمد (ابن داؤد: زاد المعاد) آپ ﷺ اور آپ کے صحابہ کرام جب عید گاہ میں پہنچتے تو نماز عید سے قبل کوئی (نفل وغیرہ) نہ پڑھتے اور نہ بعد میں پڑھتے اور خطبے سے پہلے نماز شروع کرتے اس طرح عیدین میں دو رکعتیں ادا فرماتے۔ (زاد المعاد)

قبلہ محمد صدیق ڈار تو حیدری کے خطوط بنام: خالد محمود بخاری

مورخہ: 12.01.2012

ملتان سے واپس آئے تو سرگودھا سے بھائیوں کی فرمائش آئی کہ ان کے ہاں حلقہ کافی مست ہو چکا ہے اور آپ کچھ بھائی محنت کر رہے ہیں کہ حلقہ دوبارہ ٹریک پر آجائے۔ پھر لاہور والوں نے شکوہ کیا کہ ملتان آتے جاتے آپ یہاں قیام کرتے ہیں یہ تو TRANSIT سٹاپ ہوتا ہے اس لئے ہمیں خصوصی وقت ملنا چاہیے، پھر لاہور چلے گئے بلکہ شیخ اسلم صاحب لینے آ گئے۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہ بھی بھائی خوش ہو گئے۔ تھکاوٹ تو وہی جاتی ہے، عمر کے تقاضے اپنے ہیں لیکن کام کی اہمیت کے پیش نظر کل پڑتے ہیں۔ آپ سب بھائی سلسلہ تو حیدریہ کی تعلیم کے فروغ کے لئے جو کوشش کر رہے ہیں اللہ اسے بار آور فرمائے اور فلاح دارین عطا فرمائے۔

ملاس میں جو کچھ میں بیان کرتا ہوں وہ الحمد للہ قرآن و سنت اور بانی سلسلہ کی تعلیم کے مطابق ہی ہوتا ہے پھر بھی جب کیسٹ سے کاغذ پر منتقل کریں تو مناسب ترمیم کر لیا کریں۔ تاکہ جملہ میں صحیح تعلیم پیش کی جائے۔ سلسلہ تو حیدریہ کی تعلیم کا معیار بہت بلند ہے۔ قبلہ انصاری صاحب ایک بلند پایہ صوفی و محقق بزرگ تھے۔ ہم لوگ اس کی قدرو قیمت سے پوری طرح آگاہ نہیں ہیں۔ جوں جوں ولایت گزرے گا یہ تعلیم اپنی افادیت منوالے گی۔ اس دور میں ہم قرآن و سنت کو ایسے پشت ڈال کر اپنے گھڑے ہونے حقائق پر چل رہے ہیں اور ہمیں ہماری خواری کی وجہ ہے۔ بقول علامہ اقبال:

خوار از مجھوڑی قرآن شدی

شکوہ پنج گردش در راں شدی

ہم گردش در راں کا شکوہ کرتے ہیں لیکن خواری کی اصل وجہ قرآن سے دوری ہے۔ جب قرآن اور اسوۂ رسول ﷺ دین کا مرکز قرار پائیں گے تو جھوٹ اور فریب کے پردے

اللہ جانیں گے۔ یہی حال ہمارے تھوڑے کا ہے۔ اس میں بھی اللہ تعالیٰ کے قرب کے حصول کی بجائے کثیف کرامات پر زیادہ زور ہے۔ باقی مسند میں نے کہا ہمارے روز دیتے تھے اور کرامات کو کوئی خاص اہمیت نہیں دیتے تھے بلکہ اپنی کرامات میں کرے سے ہمیں منع کر رکھا تھا ہندو یوگی تو اس نام میں برسوں لگاتے اور عزت انگیز مرتبہ دھاتے ہیں ایک خطبہ میں ایک یوگی کے اٹھوں دیکھے کرشموں کا ذکر بھی کیا ہے۔ یہی Speciality ہے جو ہندو مادی اہمیت لگا کر حاصل کر سکتا ہے۔ لیکن دیکھنا یہ ہوتا ہے کہ عوام الناس کے لئے اس کرم کی فائدہ دہت کیا ہے۔ یہی نہ تو اللہ تعالیٰ کو چھوڑ کر انہی رشتوں کی پوجا میں لگ جاتے ہیں۔ ہمیں ایسی تعلیم کی ضرورت ہے جو انسان کو مادی دنیا کی محنت سے نکال دے اللہ تعالیٰ کی محبت سے متعلق کرے۔ اور اس کے قرب و دور میں راہ پر لگا دے تاکہ انسان کو اس کی منزل مل جائے۔

میرٹھ 13 08 2012

میری صحت اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے ٹھیک ہے۔ اس کی وضاحت سے مددگار ہو سکے ہیں۔ مجھے کیلئے آپ جو کام کر رہے ہیں، میں اس سے بہت خوش ہوں۔ مجلہ میں سب سے زیادہ جگہ سلسلہ حیدریہ کی تعلیم کو پیش کیا جیسا کہ خالی جگہ پر باقی مسند کے خطوط درج ہونے چاہئیں۔ حیدریہ ہو رہا ہے۔ اللہ تعالیٰ آپ کو تمام بھائیوں کو فتح دے خیر عطا فرمائے۔

اعتراف اللہ تعالیٰ مبارک کرے اور اس کی برکات سے نوازاے۔ ہر روز سے زیادہ وقت و کراہت و متواتر آن پاک میں گزارا جا چکے۔ نئی اشیا کا ذکر و بات ہی کو کیا کریں۔ دس ہزار پاؤں انکس کریں یہ دیگر مسنون وظائف کئے جائیں۔ اعتراف کے ساتھ بھائیوں کے ساتھ رمضان مبارک و اعتراف کے برکات کے بارے میں بات چیت بھی کی جاتی ہے۔ اللہ تعالیٰ اعتراف سے روحیں ترقی ہوگی اور بھائیوں کو بھی فائدہ ہوگا۔ سعید و رفیع کے آم لگنے میں اللہ تعالیٰ ان کی محبت قبول فرمائے۔ میری طرف سے تمام بھائیوں کو حیدری بھائیوں کو محبت بھر سلام اور خیر خواہی دیتی ہوں

والسلام

پراسرار ہندے

(خواجہ عبدالحکیم انصاریؒ بانی سلسلہ عالیہ قو حیدریہ)

(نیر خان قو حیدری)

ہزاروں سال ٹکسٹا ہٹا ہے نوری پر روشنی ہے

بڑی مشکل سے آفتاب چمن میں دیکھ رہا ہے

اللہ تبارک تعالیٰ نے اپنے بندوں کی مدد اور نصرت کے لیے کمرہ بیس ایک لاکھ چوبیس ہزار تین سو وائسٹین اس دنیا میں معوض فرمائے۔ آخر میں ہمارے آقا و سرور احمد مختی محمد مصطفیٰ ﷺ ہر سمت اطاعت میں قائم امر میں بنا کر پوری کائنات کے لیے معوض فرمایا۔ آپ نے ہر قدر مسرت کا حق ادا کرتے ہوئے ہر گناہ کو خدا سے بدلتا حیدر کے روئے عقیدے کی تحفہ تحفہ تشریح کر کے انسانوں کو خوف و خطر، خوشی اور خوشی سے بے نیاز ہر صرف اپنے رب کا بندہ بن چاہے! راسخ کی خوشی اور حق کا خیال رکھتے گا درس یہ۔

آپ چوٹ اللہ کے آخری پی اور رسول ﷺ ہیں اس لیے آپ کے بعد نہ کسی پی اور نہ کسی رسول نے آتا ہے سب سے آپ نے ہندوں کی ہدایت اور رہنمائی کے لیے اپنے پیچھے وہ چیزیں چھوڑیں۔ ایک اللہ کا وہی ہوا قرآن اور وہ مری انجیل پاک جو اصل خدا ہے۔ آپ ﷺ کے بعد آپ ﷺ کے کسی یہ کہہ رسول اللہ ﷺ، جملہ مائیں، تیج ناہین، بزرگان دین اور علماء کرامین نے اس ہی وجہ سے کہ مشعل راہ ہوا کر عقیدہ تو حیدری تشریح کر کے ہندو گان خدا کی رہنمائی فرمائی۔ ہر سفر ہندو پاک میں بڑی بڑی نامور ہستیاں پیدا ہوئیں جنہوں نے اپنی فلسی اور روحانی صلاحیتوں سے بے شمار بھٹے ہوئے انسانوں کو عقیدہ قو حیدر سے روشناس کیا۔ سال ہی ستیوں میں ایک سنی حویہ عبد حکیم اللہ رتی کی بھی ہے جو مسد مالیتہ قو حیدریہ کے ہائی اور فلاح، میت کے طبرہ اریں۔ حویہ عبد حکیم اللہ رتی صاحب کے بار اچھا، کا خلق پانی پت (انڈیا) کے انصاری خاندان سے ہے

جن کا سلسلہ سب مشہور صحابی رسول حضرت ابو ایوب صاحب رکعت سے ملتا ہے۔ خواجہ صاحب جولائی 1893 کو دہلی کے قصبہ لریڈیا میں پیدا ہوئے آپ کے والد کا نام مرنی محمد الرحیم ہے۔ آپ کے دادا مولانا عبد العزیز نے اپنے وقت کے حیدر عالم کائنات مولیٰ محمد احمد اشفاق تھے خواجہ صاحب کا بچپن اپنے دادا کو شفقت میں گزر آپ نے دینی تعلیم کے ساتھ ہی تعلیم میں گریجویشن کیا۔

چونکہ آپ کا رجحان زیادہ تصوف کی طرف مائل تھا۔ فقراء اور اویہ سے محبت تھی۔ اور کسی کامل مرشد کی تلاش تھی اس لیے آپ کئی درویشوں، مفتیوں، بزرگوں اور متکبران کے پاس حاضر فرماتے۔ بڑے بڑے درویشوں، آستانوں اور گاہوں کے چکر کاٹتے مگر کسی بھی جگہ دل کو طمینان نصیب نہ ہوا۔ آپ کا مطلع نظر کسی ایسے بزرگ کی تلاش تھی جو صاحب علم ہو، صاحب عرفان ہو اور صاحب تحقیق ہو۔ آخر آٹھ سال کی تلاش میں وہ رجبو کے مجدد مولانا کریم الدین احمد (جن کا تعلق نقشبندیہ مجددیہ سلسلہ سے تھا) سے ملاقات ہوئی۔ مولانا کے اندر دو مظہر: صاحب جس کی آپ کی تلاش تھی اکبر ربیعہ تھی۔ مولانا کے بتائے ہوئے اور او دوطاعت بڑی چاشنی اور خوش و خرم سے چاری دیکھتے ہوئے سہولک کی ساری مثال بہت جلد ملے۔ میں نے اس پر ہلاک کرنے آپ کو حدیث سے "ازاد ربیعہ" کرنے کی حازت بھی دے دی۔ لیکن آپ کا مقصد ربیعہ نہ تھی بلکہ "تاری تھی" ناچار ایک چارہش کی صورت میں موجود تھا جس کے بارے میں مولانا نے پہلی ہی ملاقات میں پیش گوئی کر دی تھی جس کے نظار میں آپ حلیف نقیبی کے منتظر رہے جو 1928 میں یک ایک بزرگ رسالہ احمد حلیف خان کی صورت میں مل گیا۔ رسالہ صاحب نے آپ کو بھجوا دیا تو انہیں کیا تین دنوں کا زوال رفتہ قائم کر کے روحانی تہجد سے اجاڑی کرنا شروع کر دی جس سے آپ نے ہر پور فائدہ اٹھایا۔ ایک دن جب مخلص خوب بھی موتی تھی رسالہ صاحب نے ایک گلاب پانی منگوا کر چھوڑا اس کو پیا اور باقی گلاب اساری صاحب کو چھوڑ دیا۔ اساری صاحب خود فرمایا کرتے تھے کہ خدا جانے اس پانی میں کیا چیز تھی جس سے میرے تن بدن میں آگ بجھ گئی، جہاں سے گر گیا میں محسوس ہوتا جیسے پتھلا ہوا سیدہ گرنا ہے مگر اس پانی کا جیسا تھا کہ میری حالت بدل گئی

اور میری مدد ترقی راکٹ کی پیڈ سے ہونے لگی اور مجھے میرا مقصود حاصل ہو گیا۔ انصاری صاحب گرمایا کرتے تھے کہ میرے پاس جو کچھ ہے یہ سب کچھ والد صاحب کا ہی دیا ہوا ہے۔ تینوں ملازمین کا سواک ملے کر میرے بعد آپ مداحیت کے اعلیٰ مقامات پر فائز ہوئے۔

کے ہا جوا پٹی بریگی چھپانے لگے۔ 1947ء پائٹس کے حد پٹ ہندوستان سے ہجرت کر کے جب پائٹس آئے تو پائٹس ایف میں ڈرگ ریڈ (شارع بھل) میں بطور ملازمین ملازمت شروع کر دی جہاں آپ کی ملاقات پی ایف کے نوجوانوں سے ہونے لگی۔ یہ لوگ آپ کے حسن اخلاق اعلیٰ مرد اور علمی بحث و مباحثہ سے متاثر ہو کر آپ کے قریب ہونے لگے۔ اگرچہ انصاری صاحب ادھر بھی اپنی مددگار ہندو یوں اور بریگی کو چھپانے کی کوشش کر رہے تھے لیکن دیکھتے رہے بھی تیارست کی نظر رکھتے تھے انہیں بہت جلد معلوم ہو گیا کہ انصاری کوئی معمولی انسان نہیں بلکہ کالوں اور مرد خدا شناس ہیں انہوں نے انصاری صاحب سے درخواست کی کہ وہ ان کے دست شفقت پر بیعت ہونے کی عہدہ حاصل بنا چاہتے ہیں۔ آپ نے ان کی درخواست منظور کر کے ان کو شفیق نصیب ناموں کو بیعت کے 1953ء میں ایک نیا سند بنام سند مالہ توحید یہ کیا کا قاعدہ آغاز کر دیا انصاری صاحب کے ان سربراہوں نے دوسرے لوگوں کو بھی اس طریقہ متوجہ کیا تو یہ سند پائٹس انٹروپس کے دوسرے برسوں میں پھیلنا ہوا شیعوں اور یہاتوں میں بچنے لگا۔ جبکہ جڈ کر کے حلقے قائم ہونے لگے تو جڈ کے تقویٰ کی صدا کو بچنے لگی۔ 1956ء کے آخر تک یہ خدا دکانی بڑھ گئی تو حلقوں کی باقاعدہ تنظیم ہونے لگی۔ اسی دوران انصاری صاحب کو کمری سے متعلق دے بر مستقل سکونت اختیار کرنے کی غرض سے جوں (KPK) میں چلے گئے۔ تاہم 1964ء میں جوں سے ترک سکونت کر کے لاہور تشریف لے آئے اور اپنے سربراہ خاص میاں محمد علی صاحب کے ہاں گنبد الی لائبریری میں سکونت اختیار کر کے مریدین سے ملاقات کا سلسلہ شروع کر دیا لیکن 1973ء میں آستانہ عالیہ توحید یہ ماڈل ہاؤس لاہور میں مستقل سکونت اختیار کے ارشد ہدایت کا سند جاری ہو گیا۔

اساری صاحب کی شخصیت سلسلہ عالیہ قادیان کے لیے بیٹا رو رہی۔ آپ اپنے مریدوں کو تالیم و توحید کے ساتھ ساتھ اخلاقی حیلہ و راہی کر دیا اور ان کو دیکھتے تو حیدری سے پکار کر معبود کی طاعت کی مدد سے کی تلقین فرماتے جس کے بارے میں مولانا محمد علی جوہر فرماتے ہیں۔

تو حیدری یہ ہے مہذا انش میں کہہ سے

مرید ۱۰۰ عالم سے نمایاں ہے یہ تھا

راقم الحروف نے 1959 میں پی ایچ ایف جوائن کیا۔ 1965 میں قبلہ اساری صاحب کے ایک مرید خاص میاں محمد علی صاحب جو پی ایچ ایف پوئیس میں سرجنٹ تھے سے ملاقاتوں کا سلسلہ چل نکلا۔ ایک ملاقات میں، میں نے ان کے ہاتھ میں ایک خوشنما رسالہ دیکھا جس کے سرورق پر کھلی حرف میں ”مجاہد راہ“ لکھا ہوا دیکھ کر میں نے پوچھا یہاں یہ رسالہ کیا ہے۔ انہوں نے کہا یہ ہمارے پیر صاحب کے سالانہ خطبہ کی کاپی ہے۔ پیر صاحب کا نام سن کر میرا تجسس بڑھا تو میں نے رسالہ مانگ لیا انہوں نے بلا تکلف وہ رسالہ مجھے دے دیا۔ اور کہا کہ پڑھ کر وہ سنو۔ دیکھو کہ کاپی تو میں نے پڑھ لی مگر میرے پلے کچھ نہ پڑا کیونکہ اس میں تعویذ و توحید کی باتیں تھیں جو اس وقت میری سمجھ سے ہل چکی تھیں تاہم دل میں اس بزرگ اور پیر صاحب سے ملنے کی تڑپ ضرور پیدا ہو گئی جس کا اظہار میں نے محمد علی صاحب سے کر دیا۔ انہوں نے کہا کہ پیر صاحب لاہور جاتے ہیں نہیں جلد ہی کراچی آئے گا میں ملاقات راہیں گے۔ چند دنوں کے بعد محمد علی صاحب نے خوشخبری سنائی کہ پیر صاحب کراچی آگئے ہیں کس وہاں پرہیزی پھیل ہوئی، میں نے یہاں سے ملاقاتیں بھی ہو گئی۔ دوسرے دن محمد علی صاحب مجھے وہاں لے گئے ذکر کے بعد جب ملاقات کا سلسلہ شروع ہوا تو انہوں نے مجھے پیر صاحب کے سامنے بٹھا دیا۔ پیر صاحب نے ملاقات میں مصافحہ کرتے احوال میں دیکھتے جب میری باری آئی تو میں نے بھی باجی کی طرف اپنا ہاتھ پڑھا دیا انہوں نے میرا ہاتھ پکڑ لیا میں نے ان سے کہا کہ میں ایک رٹ سا لکھا میں نے ہاتھ پکڑانے کی کوشش کی انہوں نے مصیبت سے میرا ہاتھ پکڑ لیا اور فرمایا کہ جب کسی کے ہاتھ میں ہاتھ دو تو

تھوڑی دیر پا تھ کہ ہاتھ میں رہے دیا کرو۔ میں بہت شرمندہ ہوا۔ یاد آتی ہے جب میرا ہاتھ چھو ڈالو میں پیسہ میں شہاب الدین گھری میری حاسنہ بدلی ہوئی تھی۔ میں یہ محسوس کر کے لگا مجھے کوئی ایسی دوست مل گئی ہے جو وہ لوگ جس کی وہابی سے بڑھ کر میری یہ کیفیت چند روز برقرار رہی اور پھر مٹا دے ہوگی۔ علی صاحب نے میری رہنمائی فرمائی سلسلہ سے رہنمائی کر کے مجھے ذرا انکار کی تلقین کی میں نے باقاعدگی سے ذکر شروع کیا کر کے سلسلہ تعلیم پر عمل کرنے کی کوشش شروع کر دی لیکن یاد آتی ہے بیعت ہونے کے بعد 1968 میں قید محمد عبدقیوڈ اور صاحب کی واسطت سے نصیب ہوا جب میں وہ تیس مہینوں سے پہلے ہوتے ہوئے رہا پورہ پچھا بیعت کے بعد جس رنگ کی کاغذ ہوا اس میں اپنی پہلی رنگ سے درجہ بہتر اور خوشنوا محسوس کرنے لگا تھا یوں کے پیر اور رحمت سے دل کا بچہ کھل اٹھا طبیعت تپ علی کی طرف مائل ہونے لگی ذرا میں لطف و سرور آنے لگا۔ دل میں اللہ کا حرف بڑھنے لگا۔ تب اس شعر کا مطلب عیاں ہوا چاہی کسی سے نہ تھا۔

جب تک بچے نہ تھے کوئی پوچھتا تھا تو نے خرید کر مجھے انہوں کو دیا

بیعت ایک سوانحی قصہ ہے جس میں بندہ اپنے آپ کو کسی انعام پر فخر سے کے ہاتھ فروخت مانتا ہے اور میرا ہی کا ہو رہتا ہے تاہم اسی کی غلامی میں زندگی بسر کرتی پڑتی ہے اور پیوہ غلامی ہے جس میں خون قلب کی دہشت و رہبشت کی آسائش حاصل ہوتی ہیں اللہ کے نعم اور راز مہر کے در سے کھل جاتے ہیں و ران لوگوں کی روش پر کامیاب ہونے سے بچ جاتے ہیں جس پر اللہ کا غضب ہوا۔

انصاری صاحب اپنے مریدوں کو ہمیشہ اعمال کی درستگی اور اخلاق حسنہ کی تلقین فرماتے

ناک بہشویں کے وارث نہیں اور اللہ کی قربت نصیب ہوا ایک دفعہ ایک بھائی نے کہا بھائی کہ ہمیں

یہ علم ہے جب نصاریٰ صاحب بخش میں ہمارے شفا عت بر دیں گے۔ انصاری صاحب نے فرمایا ہاں میں وہاں موجود ہوں گا اور کروں گا، شمس (سلاطی گواہ) بن کر کہو گاہاں میرے رب اس نے میرے ہاتھ پر آپ کو حاضر نظر جان کر عہد کیا تھا کہ میں شفا کام نہیں کروں گا۔ غور کرنے کا حق انصاری صاحب نے یہ نہیں کہا کہ میں تجھے بخشوا ہوں گا بلکہ یہ ظاہر کر دیا کہ بخشش کا

دامودارا اپنے اعمال پر ہی ہو گا۔ اور نیک اعمال والوں کی ہی ستارش ہوگی۔

حاجات حق کی زندگی میں ایک کال پیر کا چناؤ تہا ہے اہم معاملہ ہے اس لیے انصاری صاحبؒ عام لوگوں کو اس چناؤ میں متاثر رہنے کی تعلیم دیا کرتے تھے وہ سچے آئے والے کو تو رام پر نہ بتا لیے تھے مگر فرما رہے تھے کہ مرشد کا انتخاب کرنے سے پہلے ہر کوئی کی محافل میں الادب اور ادب کے ساتھ جاؤ! دیکھو کہ ان کی محفلوں میں کس طرح کے لوگ آتے ہیں اور ہر گز یہ پیر صاحب کا اپنا علم اور اخلاق کیسے ہے۔ شمع کا پتہ ہے یا شمع کی حد، سے آزاد۔ گایا تو نہیں دیتا مریدوں سے جہلے نہیں رہتا وغیرہ جب دل کو کسی دوجانے کو ان کی محافل اور مجالس میں پا کر لوگ جو شمع کے پتہ اور خوش خلاق ہیں آتے ہیں تو بیعت ہو جاتے ہیں وہ دیکھو ہر کوئی کی یہ بات کی مراد سے ہرگز نہیں رہتی چاہے کہ تندرستی تو عیرونی اللہ سے بھی مراد ہوتی رہتی ہیں۔

قبر انصاری صاحبؒ کی اپنی مراد ہی کچھ کم نہ تھیں جس کا نتیجہ سے ہی ظہور ہوتا شروع ہو گیا تھا لیکن ان مراد کو حاکم میں نہ لائے تھے۔ نہ ہی ان کو کچھ وقت دیتے تھے بلکہ ان سے دور رہنے کی کوشش کرتے تھے۔ ایک دن آتے نہ عالیہ قادیانہ دور پر ایک حادثہ ہوا کہ مسائل کے روبرو ہوتی اور ہوجاتی سے درخواست کی۔ باباجی نے فرمایا اللہ تبارک و تعالیٰ کے مسائل حل کر دے گا۔ لیکن کسی کو بتانا نہیں۔ اللہ نے اس کے مسائل حل کر دیے۔ اس نے باباجی کا کہا بھلا دیا اور اپنے ملنے والے ایک خاتون کو بھی مسائل کے حل کے لیے باباجی کا پتہ بتا دیا۔ خاتون نے حاضر ہو کر مسائل کے حل ماننے اور درخواست کی۔ باباجی جان گئے کہ اسے اس خاتون نے بھیجے جس کو انہوں نے منع کیا تھا باباجی نے خاتون کو خوب ڈانٹ پلائی اور کہا بھگ جاؤ۔ میں یہاں کوئی دعاؤں کے لیے بیٹھا ہوں؟ خاتون گھبرائی اور بھاگنے میں ہی خیر معافی۔ باباجی نے کہا کام اس عورت کا بھی ہو جائے گا تب کسی اور عورت کو نہ بتائے گی۔

روپنڈی کے ایک میٹر بھائی کو بھائی محمد بتاتے ہیں کہ میں میری مرید کی کا قائل نہ تھا لیکن ڈار صاحبؒ کا پڑوسی ہونے کا مجھے شرف نصیب ہوا تو انہوں نے مجھے قہر انصاری صاحبؒ کے

تھ پر بیعت بھی کرا دیا۔ کہتے ہیں کہ بیعت کے بعد میرے امجد عجیب و غریب تپ دیاں رہا ہوں
 گئیں جس پر میں خود بھی میرے صاحب مثل جس کام کا ارادہ کرتا وہ جو چاہا، جو بھی دعا کرتا پوری ہوتی، جو
 جو جس رتا پوری ہو جاتی اور ہر وقت ایک لڑنا دل خوشی میرے اندر رہتی رہتی لوگ میری مکان پر
 ۲ نے لگے اور مجھے کوئی کال بڑگ مجھے لگے۔ ایک دن موقع پائرمیں نے اصداری صاحب سے
 اس کیفیت! اور بات کا ذکر کیا، عرض کی قید مجھے سب کچھ نہیں چاہیے، باہجی نے فرما دی وہی مجھ تو
 بھی عجیب انسان ہے۔ لوگ ان کیفیت کے لیے بڑے بڑے پاپڑ بیٹھے ہیں مجھ سے کرتے ہیں
 تفکیریں اٹھاتے ہیں تمہیں یہ سب کچھ مفت مل گیا ہے۔ میں نے کہا قید حضور مجھے معاف
 فرمائیں۔ باہجی نے کہا کچھ اجیری مرضی اس کے بعد میں ان باتوں سے آراؤ ہو گیا۔ حوالہ فی محمد
 مزید بتاتے ہیں کہ ایک دن رمضان شریف کے مہینے میں، میں صبح کی نماز کے بعد سو گیا ابھی آگے لگی
 ہی تھی کہ میرے سامنے پید و پید کالی سیاہ رت حس کے ہاتھ دل انگیز سا میرے ہاؤس سے
 رہا وہ بھی اور موٹی تھیں ۲ رکھڑی ہو گئی میں گھبر گیا راستے میں قید اصداری صاحب کی آواز میرے
 کانوں میں گونجی وہ محمد سے تم کا کچھ کے گئے ہواں آوار کے ساتھ وہ منوں شمل غائب
 ہو گئی میری ۲ ٹکڑے کھا گئی تو یہ ملتا ہوں کہ قید اصداری صاحب میرے پاس بیٹھے ہوئے ہیں میں
 نے مصافحہ یہ کہ قبول کیا کہ رمضان شریف کا نہیں ہے۔ باہجی کے لیے چائے بنانے لیکن میں
 چلا گیا جب پلٹ کر آیا باہجی غائب تھے، میں باہر گئی میں سٹاش سے ٹکڑے لیکر باہجی کا کوئی پتہ نہ
 چلا۔ جب میں نے اس بارے میں عام گیر صاحب ایک ستر بھائی سے ذکر کیا تو انہوں نے یہ کہہ رہے تھے
 اور بھی حیران رہا کہ اسی طرح ایک دفعہ باہجی میرے پاس بھی تشریف لائے تھے وہ دن کھر میں
 تھا کہ کیا کھاتے پیتے ہمارے ہوتے کہ میرے ساتھ کپ شپ لگاتے اور پھر اسی طرح اچانک غائب
 ہو گئے۔ گھر والوں کو نہ تک نہ ہوئی۔ اسی لیے علامہ نے ان لوگوں کے بارے میں فرمایا ہے۔

یہ غازی یہ تیرے پر اسرار ہندے

جو ہیں تو نے بخشا سے فوق خدائی

وہیم ان کی لٹھ سے سحر اویا

مست رہاڑاں بیعت سے انی

شاہد سے مطلوب مقصود مومن
وہ عالم سے رقی ہے یگانہ دل کو
نہ مال ہیبت نہ اثر راشی
عجب چیز سے لہے آستان

انصاری صاحب کی تبلیغ اور تربیت کا طریقہ بھی نہایت دل نشیں اور عام فہم ہو کر رہا تھا۔ آپ نہایت سادہ اور بیخود از میں گفتگو فرماتے چاہتے، انوں کے دلوں میں اتر جاتی آپ حالات کی براکت کا گہرا دراک رکھتے اور حاضرین و سامعین کے فہم اور اس کے مطابق بات کر کے ہر وقت مشد کہتا تے کہ نہایت کا وہ حد اور یہ حضور رسول ﷺ کی اتباع ہے اور چھوٹے سے چھوٹے خلاف شرع کام سے بچنے کا علم دیتے قید انصاری صاحب شیخ طریقت دہر شریعت ہونے کے ساتھ ساتھ ایک اچھے مقرر اور بہادار مدنی بھی تھے آپ کا شعر و شاعری سے بھی شغف تھا لیکن آپ نے اپنی شاعری کا کتابی صورت میں لانے سے منع فرمایا۔

انصاری صاحب نے تصنیف شدہ چار کتب تعمیر ملت، طریقت و حیدر، حقیقت و وحدت اور چراغ راہ، ایک بے بہ خزانہ ہے اور قادیان کے لیے سرمایہ حیات ہے۔ حقیقت و وحدت الوجود لکھ کر آپ نے تصوف کی دنیا میں تہلکہ مچا دیا۔ آپ نے اپنے ذاتی مشاہدات اور تجربات سے وحدت الوجود اور وحدت الشہود کا مسئلہ حل کرنے کے لیے ابن عربی اور مجدد الف ثانی کے نظریات پر مدلل اور سیر حاصل بحث کر کے ثابت کر دیا کہ مجدد الف ثانی کا نظریہ وحدت الشہود ہی درست ہے کہ خدا جدا ہے اور مخلوق مخلوق ہے۔ انصاری صاحب نے اپنے اس مشاہدے سے ایک کتاب تارعدا روپیہ مسئلہ حل کر کے انسانیت پر بہت بڑا احسان کیا ہے۔ انصاری صاحب تلویں طاعت کے بعد 23 جنوری 1977 کو صالبرما کر خالق حقیقی سے جا ملے۔ اللہ ان پر رحم فرمائے۔

نہ چھ ان جرق و شمشاد کی ارادت ہو وہ دیکھاں و

یہ دینا ہے بیٹھے ہیں اپنی حسیں میں

وہاں ہے اللہ رب العزت انصاری صاحب پر اپنی رحمتوں کا نزول فرمائے اور ہم تو حیدر ہیں

کہ آپ نے نصیحت پر عمل پیرا ہونے کی توفیق عطا فرمائی۔ آمین!

بابا جی کی باتیں

(محمد فیصل خان)

”ج بھی جب بابا جی محمد صدیق ڈار صاحب کا سکرانا ہو چہرہ نکھوں کے سامنے آتا ہے تو وہ سارے درستیے کھل جاتے ہیں۔ آپؑ پر اللہ اور رسول اللہ ﷺ کی محبت غالب تھی۔ جس کا رنگ آپؑ کی شخصیت کے ہر پہلو سے بھلتا تھا۔ آپؑ بلند پایہ نہ رنگ، صاحبِ سلامت، دلوں کو پڑھنے والے عزم دار تھے۔ بے پناہ مہربانی، نوازی، دل جوئی اور عاجزی آپؑ کی ذات میں نمایاں تھی Decent اور وضع وادب و طبعیت کے مالک تھے آپؑ کی شخصیت کو الفاظ میں بیان کیا جائے تو چند اساتذہ اہل پیہم مدیا نظر آتے ہیں۔

محقق قرآنؒ تو حیدرہ دہلی میں قرآن کی تلاوت بمعہ ترجمہ کو مسجد بنی نعیم کا رومی حصہ بنا دیا گیا ہے۔ موجودہ دار کے مسندوں نے قرآن کو طاق نسیم بنا دیا ہے جو پڑھتے بھی ہیں تو فقط شہادت کہتے ہیں۔ بابا جیؑ رہبرِ امت تھے۔ قرآن فہمی آپؑ کا معمول تھی۔ آپؑ نے اپنی تقریروں اور تحریروں میں ہر بات کو قرآن کے حوالوں سے ثابت کیا۔ آپؑ قرآنی آیات کے بارے میں بہت سے Concept ٹھیک اور واضح کئے۔ مثال کے طور پر آخر عل و فرماتے ہیں کہ خدا نے انسان کو اپنا خلیفہ بنا کر زمین پر بھیجا مگر آپؑ نے واضح کیا۔ قرآن کے مطابق انسان زمین کا خلیفہ ہے نہ خدا کا۔

صاحبِ کردارؒ آپؑ صاحبِ قال نہیں بلکہ صاحبِ حال اور صاحبِ کردار بر رنگ تھے۔ اسلام کا اصول سے براہِ عملہ، صحت و اثر رکھتی ہے جس کو کردار سے ثابت کیا جائے۔ دین کی نشر و اشاعت اور تبلیغ کے لئے اور لوگوں کی کردار ساری کے لئے آپؑ نے اپنی ذات کو بھی عمی نمونہ کر پیش کیا

ہے لوٹ محبوبؑ اللہ سے رسول اللہ ﷺ سے مرشد سے اور مریدوں سے آپؐ کو بے پناہ محبت تھی۔ کوئی بھی بات کر رہے ہو تھے تو اللہ کا ذکر آتا تو پھر کھل جاتا۔ قبلہ انصاری صاحبؒ سے بہت پیار تھا۔ اپنے والدین کا ذکر کرتے کرتے مکرر شہ کا ذکر آپ کی ہر شست میں ہوتا مریدوں کے ہاں مل فرماتے تھے نہ پیچھے آپ لوگوں کے لئے دعا دیتا ہوں پھر اپنے بیٹوں کے لئے۔ سراپا بیارٹی ہیں رہے۔ آپؐ گرامیاں کرتے تھے نہ سلام تو دینا رہت ہے۔

حضرت مسلم ہر اپنا شفقت است

خلق را دست از بانٹش رحمت سب

”آپؐ نے دوسوں کو اللہ کے راستے پر لانے اور ثابت قدم رکھنے کے لئے فقط خدا کی رضا کے لئے بے پناہ پیارا محبت دیا۔ اپنے پیش واکرام کو چھوڑ کر اپنا تمام وقت سلسلہ کے نئے وقف کر دیا۔ آپؐ اپنی پیشین سے حلقہ فخر میں باقاعدہ حصہ لیتے تھے۔

اخلاق حسنہؑ آپؐ با کمال اخلاق کے مالک تھے۔ جو ایک دفعہ آپؐ سے مل لینا آپؐ کی گفتگو، اخلاق اس پر گہرا اثر چھوڑتے۔ عزم ملائم لہجے میں بڑے خوبصورت طریقے سے گفتگو فرماتے۔ دعا و نصیحت پسے کر تے کہ منہ والے کی دل آزاری نہ ہوتی تھی سلام میں پہل کرنا آپؐ کا معمول تھا

برداشت آپؐ کے اندر بددیانتی قوت برداشت تھی۔ مکر و گھٹنوں کی تکلیف کے باوجود اگر اللہ رسول اللہ ﷺ کی بات شروع ہو جاتی تو گھٹنوں گزر جانے۔ آپؐ ہر سال مختلف شہروں کا تہنیتی دورہ کرتے اور باوجود بڑھاپے کے۔ دلچسپی سے ہر کھلی تکان محسوس کرتے۔ اگر کوئی بات مزاح کے خلاف ہو جاتی تو ہنس کر بات بدل دیتے۔ بہت بڑے ظرف کے مالک تھے۔ وہابی کے ساتھ مختلف نشستوں میں جو باتیں سننا دیکھنا کچھ حدت ہیں۔

سلسلہ چلتا رہے گا ایک دفعہ میں نے وہابی کو چند اشعار اللہ اور انکی

محبت کے بارے میں بھتیجے۔ پھر آپ کا فون ٹپا تو فرمانے لگے نہ آپ تو بڑے پیچھے تھا عمر بھی
میں۔ یہ پریم اور محبت کا سلسلہ چلتا رہے گا۔ خواجہ عبدالعظیم انصاریؒ کے سلسلہ تو حیدریہ سے لے کر
رسول اللہ ﷺ کی محبت کے پیا سے میرا پ ہوئے رہیں گے۔ ہمارے اوصال کے بعد قسہ
عمر یعقوب صاحب شیخ سلسلے سے اور لے کر فضل اکرم سے سلسلہ حیدریہ آپ کی سرپرستی میں خوب
ترقی کر رہا ہے۔ یوں بابا جی کی بات سچ ثابت ہوئی۔ یہ خاندان محبت کا سلسلہ یوں ہی چلتا رہے گا

اکمل مکمل کامل ایک نشست میں بابا جی نے بتایا کہ رگوں کی تساقط
ہوتی ہیں۔ اکمل وہ رگ ہوتے ہیں جو کوئی بات ہمہ گیر تو خدا سے دعا اور گریہ واری کرتے
ہیں نہاں فی امتحانوں کو لیا جائے۔ مکمل وہ رگ ہوتے ہیں جو صاحب بنیں ہوتے ہیں
کہ کوئی بات ہمہ گیر تو بنیں سے کہتے ہیں کہ چوری ہو جائے گی۔ کامل وہ رگ ہوتے ہیں
جن کو خدا صاحب مختار بنا دیتا ہے۔ مگر مسکرا کر کہے لگے کہ فائدہ انصاری صاحب فرماتے تھے نہ
ایسی محنتیں رہتی ہیں کہ جب کسی کا اپنا کچھ نہیں رہتا۔ ہر چیز حق کہ سوچ بھی خدا کی سوچ کے
تابع ہو جاتی ہے۔ یعنی اللہ اور انسان و انسان کی کچھ سرجاتی ہے تو ایسی محنتیں ہی کا کیا کرنا۔

انسان کی خصوصیات ایک واقعہ بابا جی فرماتے لگے کہ اللہ نے انسان کو
ایسے ہی اشراف اخلاقیات سے بنادیا۔ یہ کئی چیزیں کامرکب ہے۔ مثلاً روح، جسم، قلب اور نفس
وغیرہ۔ اس کی بیاد سے بہت سی خصوصیات انسان کی ترقی کے ساتھ سامنے آ رہی ہیں۔ کچھ
خصوصیات کا مشاہدہ یہ حالی آگے یعنی تھوڑی سی ہوتا ہے اور کچھ خصوصیات حشر کے دن
انسانوں میں ظاہر ہوں گی۔ مثال کے طور پر اہل جنت کے حفظ خیال سے ہی چیز حاضر ہو جائے گی
اللہ قرآن میں فرماتا ہے کہ اس دن یعنی یوم حساب ان لوگوں کی زبانیں بند رہیں گی
حاصل کن اور ہر پادشہ بولیں گے اور گواہی دیں گے۔ پھر موبائل میں کی طرف اشارہ کر کے
بولے کہ اگر یہ بلا اسٹیک کا ٹکڑا بول سکتا ہے تو پھر ہر تھپیر کیوں نہیں بول سکتے۔

تھیوری آف ریلیٹیوٹی Theory of Relativity

"کُن ے کُن و تھیوری آف ریلیٹیوٹی کے بارے میں بتایا کہ اس کے مطابق جب کوئی Object روشنی کی رفتار سے سفر کرتا ہے تو اس کی سمت معدوم ہو جاتی ہے۔ ورود روشنی یعنی Energy میں تبدیل ہو جاتا ہے۔ آپ نے فرمایا۔ "کُن ے کُن" لکھ ہے کہ اس و تھیوری کو دنیا میں صرف ایک آدمی سمجھ پایا ہے۔ آپ نے فرمایا کہ وہاں یعنی عالم امر میں وقت و رفتار نارمل دیا سے مختلف ہے۔ قرآن وحدیث میں ہے نہ تو کفر شیعہ کے یہ کہہ رہے ہیں کہ یہ کچھ کے چاروے۔ ہاں کا ایک کُن ہمارے کُن خراؤن کے برابر ہے۔

روحانیت اور اخلاق کی ABC: قبلہ انصاری صاحب اپنے ایک مرید سے دعا ہو گئے۔ کچھ عرصے بعد اس مرید کا قبلہ انصاری صاحب کو کھڑا آیا کہ لگتا ہے کہ آپ نے مجھے معاف کر دیا ہے۔ میں ذرا کے بعد جب آپ سے توجہ دینا سوچا تو آپ کا فضل مجھ کو ملتا ہے۔ ہاں جی سے جواب لکھا کہ تمہیں روحانیت کی ABC کا بھی پتہ نہیں۔ یہ میرا اخلاقی فرض ہے کہ اگر کوئی مجھ سے کسب فیض کر لے اسے توجہ دے۔ "قبلہ انصاری صاحب فرمایا کہ نے تھے نہ "وقت اور وعدہ کی پابندی اخلاق کی ABC ہے یعنی یہ بنیاد ہے"

علامہ اقبالؒ کے منزل پر حاضری

قبلہ انصاری صاحب علامہؒ کے عقیدت مند تھے۔ آپ فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ علامہ اقبالؒ کے مزار پر گیا تو پتہ چلا کہ علامہ بھی شیر سے آپ سے علامہؒ سے کہا کہ آپ جاکتے تھے نہ

تین سو سال سے ہیں ہم کے مین سے بند
منا سب ہے تیرا فضل عام ہو ساقی
نوتا میں کہ ہم سے مین سے کھوں دیے ہیں نہ نہیں علامہؒ کہے لگے کہ آپ ہمارے
"لکھ کے تارے ہیں۔"

قبلہ انصاری صاحب کہتے تھے کہ علامہؒ برصغیر کے مسلمانوں کے لئے جدا کا تحفہ ہیں

”پ کی علامہ“ سے محبت اور دوستی ہی کی وجہ سے قلعہ انصاری صاحبؒ نے علامہ بنی ظلم حودی کا سر نہاس کو حلقہ زار میں شامل کر دیا۔ ڈاکٹر صاحبؒ فرماتے تھے کہ علامہ کو ہمارے حلقے سے بہت محبت ہے۔ مگر یہاں کی علامہ سے روحانی طور پر جدا کا تہ ہونا رتی ہے۔

نریکی و دوری : ایک دفعہ قلعہ ڈاکٹر صاحبؒ فرماتے تھے کہ بڑے بڑے دوری کوئی چیز نہیں یہ جو لوگ کہتے ہیں کہ جے میں ملے قن ہے۔ کچھ لوگ قریب رہ کر بھی دل سے دور ہوتے ہیں اور کچھ دور رہ کر بھی دل کے قریب ہوتے ہیں۔ فرمانے لگے کہ چیچر (شرارت الارسی) ہر وقت جھینس کے تھن کے ساتھ چن رہتا ہے۔ یہ لوگ آتے ہیں اور جھینس کا وہ کال کال کر لے جاتے ہیں۔ ”پ کہتے تھے کہ نہ رہیں بھی نہیں ہیں اس فریکوئنسی پہنچ ہے۔ جنت روزی بھی نہیں ہیں۔ قرآن میں بھی ہے کہ جنت روزی زمشہ“ کہاں بنی مستوں میں بھیلی ہوئی ہے۔

شیو Shave : قلعہ انصاری صاحبؒ فرماتے تھے کہ میں نے مسند قادیان بنی دلی راہی سنڈھے ہی پڑھے لکھے لوگوں کے لئے رکھی ہے۔ جو سوچ کر اور تعلیم کو سمجھ کر بیعت ہوں نہ کہ رسم بیعت۔ کونٹش کے موقع پر مجھے قلعہ ڈاکٹر صاحبؒ ملے میں سے اس شیو نہیں کی ہونی چھی اور باہر جا لے کہا۔ روز شیو میں سر پادھی رکھ لو۔ قلعہ ڈاکٹر صاحبؒ فرماتے تھے کہ راہی کی ”ش“ اٹل بھی ایسی ہولی چاہیے جو خوبصورت بھی لگے۔

جلال و جمال : ہا ہا جی ڈاکٹر صاحبؒ جلالی سر رکوں کے بارے میں بات کر رہے تھے۔ فرمایا کہ حضور ﷺ کی بات میں کونسا جلال تھا۔ ”پ تو مر اپا جس ہی تھے۔ یہ شیو پر رگی ہے کہ سی سے وہ نہیں دیا تو ہا نے اس ر جھینس مار دی۔ سچھو فی امر اللہ اور میں تو جمال کا عنصر ہی غالب ہونا چاہیے۔ قلعہ انصاری صاحبؒ فرماتے تھے کہ نقیہ کی کاسٹلہس ہے کہ گالیوں کھاؤ اور دھوا۔ یہ چاہے ایک دن میں کر لو یا 20 سال میں۔ سنا بھی پڑے گا یونہی حضور ﷺ سے بھی یہی ہے۔

ظہور امام مہدی: قبلہ دار صاحب سے پوچھ گیا کہ امام مہدی کا ظہور کب اور کہاں

ہوگا۔ آپ نے فرمایا کہ قبلہ انصاری صاحب فرماتے تھے کہ امام مہدی کا ظہور مکہ معظمہ خانہ کعبہ میں
دوران طواف ہوگا۔ اس وقت کے بڑے بزرگ خانہ کعبہ میں امام مہدی کو فوج دیں گے۔ اس سے

پہلے خود امام مہدی کو بھی اپنا پتہ نہیں ہوگا فوج کے کھڑے ہونے پر حشمت ہوگا۔ ودا، مہدی ہیں

رویت باری تعالیٰ اللہ کی الٰہی و مصلاتی تعلیمات پر اہانت ہر جگہ جاری و ساری ہیں۔

اللہ سب سے لطیف رات ہے۔ رویت باری تعالیٰ کے بارے میں قبلہ دار صاحب فرماتے تھے

کہ حضور ﷺ نے متیوں کے لئے راتے کو سمو رکھ دیا جس طرح اللہ ورسے مرکز میں ہیں
کے بناوی جاتی ہے تو بعد میں آنے والے سائی سے راتے طے کریتے ہیں۔ عدم مہرے فرمایا۔

کبھی سے حقیقت مظهر نظر " س س ی ر میں

کہ ہر آدمی محمد سے پہلے میں میری جہیں نیاز میں

جہاں تک اللہ کی ذات کے دیدار کی بات ہے یہ بہت ہند مدت سے یہ غیر میری اللہ

اور پھر میری اللہ سے شروع ہوتا ہے۔ جیسے کہ مٹان سے کراچی تک کا سفر، رستہ کو میرا پھر

کراچی کی سیر، میرا الی اللہ کے بارے میں آپ نے فرمایا کہ اس کی کوئی حد نہیں ہر ملک کو اس

کے ظرف اور Wisdom کے مطابق دیدار ہوتا ہے۔ اس مقام پر آپ ﷺ نے فرمایا تھا کہ

اللہ کو جتنا حق نئے کا حق تھا اتنا میں بھی نہیں جاں رکھا۔ اس کی ذات تو را اور ہے۔

نعت: قبلہ دار صاحب نعت کے بارے میں بڑے مختصراً تھے بڑے ایب و

استہاک کے ساتھ یہ وہ نعتیں سننا پسند کرے تھے۔ وہ اس شعر گازی میں نعت سننے سے منع

کر دیتے تھے۔ حضور ﷺ سے بڑا چہرہ محبت تھی۔ فرماتے تھے جب بھی حضور ﷺ کا نام آئے تو

ہندہ آواز سے وہ شریف پڑھا کروہوسکتا ہے۔ کوئی کہوں گیا ہو وہ آپ کی ہند آواز سے اسکو بھی

یاد آجائے۔ اس میں شرم یا تجلیا ہرے محسوس نہیں کرو

نواذاکثر ہی تجویز کرتا ہے : ایک صاحب آئے اور قبہ دار صاحب

سے درود شریف کی تعداد کے بارے میں پوچھنے لگے ان کا خیال تھا کہ ہر وقت نیا ہر روز درود شریف پڑھنا چاہیے۔ آپ نے سے سمجھایا کہ ہر شہد کی تعلیم پر عمل کرنا چاہیے درود شریف کے ساتھ کرا، رن، زہرا، آمل بھی ضروری ہیں مگر آپ نے کہا کہ وہ اتنا اکثر ہی تجویز کرتا ہے

روح و جسم کا تعلق بیاہی دار صاحب سے ایک بھائی نے روح اور جسم

کے مرنے کے بعد تعلق کے بارے میں پوچھا تو آپ نے فرمایا کہ روح اور جسم نامرنے کے بعد بھی مگر تعلق رہتا ہے۔ اس میں مثال یہی ہے جیسے کہ پرنا گھر۔ آئی چند سال کسی مکان میں رہے مگر پھر نیا گھر لے لیتے پرانے گھر کا قلمی تعلق تو رہتا ہے۔ اس سے انسان کی ماضی یادیں جڑی ہوئی ہوتی ہیں۔ حواہ میں بھی دیکھ کر نظر آتا ہے۔ ایسے ہی نسبت روح اور جسم کی مرنے کے بعد آپس میں قائم رہتی ہے

قائد اعظم اور مرزا غالب بیاہی دار صاحب ایک دفعہ بتائے لگے کہ

قبیلہ نصاریٰ صاحب کہتے تھے کہ میں نے جہاں تک روحانی میر کی اس مقام پر وہ ہستیوں کو پیا ایک محمد علی جناح اور دوسرے مرزا غالب تھے یہ دونوں ہستیاں ہندو پیدائلیاں تھیں سے میں پھر قبیلہ نصاریٰ سے لگے کہ مرزا غالب شراب نوشی کرتے تھے مگر ان کی اللہ سے فوق تھی اللہ سے کوئی سولوی سے پوچھ کر دیتی رہتی ہے۔ غالب کا اپنا عہد بھی ہے کہ

یہ مسائل تصوف یہ تیرا جہاں غالب ہم غم غمے دی سمجھے جو نہ ہر وہ خواہ ہوتا

پھر اسے لگے کہ غالب تو کہتے تھے کہ میں اس لئے شراب نوشی کرتا ہوں تاکہ مرستی وہ خودی ہو۔

انصاری صاحب Receive کرتے ہیں۔

ایک دفعہ فوت شدہ بھائیوں میں ہر رکن تھیں۔ قبیلہ دار صاحب فرماتے گئے کہ جو بھی فی حیدر بھائی فوت ہوتا ہے تو اس کو لگے قبیلہ نصاریٰ صاحب دوسرے بھائیوں کے ساتھ

Receive کرتے ہیں۔ یہ بھی نصاریٰ صاحب کہتے تھے کہ مہارے اصل بھائی نہہارے
بھیر بھائی ہیں یہ تمہیں معلوم ہو جائے گا۔

ایصال ثواب: ایسا ثواب کہہ رہے ہیں مختلف لوگوں کی مختلف رائے ہے
مگر حضور ﷺ کی حدیثوں سے ایصال ثواب ثابت ہے آپ ﷺ کا فرمان عالیشان ہے کہ
میری امت کے لوگ گنہگار قبروں میں جائیں گے اور بخشے ہوئے قبروں سے انھیں گے۔
قبیلہ نصاریٰ صاحب جانتے تھے یہ ہم کو ایصال ثواب جانا ہو انظر تاسے۔ قرآن میں بھی ہے
کہ ایک اور پائیز ظلمات اللہ تعالیٰ کی طرف چڑھتے ہیں۔

صل اللہ علیک یا رسول اللہ اور حاملین عرش

قبیلہ نصاریٰ صاحب سے بتایا کہ وہاں سے اسد مہارے کے بھائی خالد مسعود صاحب کوئی اور
درویش ٹیف پڑھتے تھے۔ ایک دفعہ مشہور میں لکھا کہ فرشتے جو حاملین عرش ہیں یہی جنہوں
سے عرش ڈالنا تھا وہاں سے صل اللہ علیک یا رسول اللہ پڑھ رہے ہیں۔ اس کے بعد یحییٰ خالد مسعود
صاحب نے بھی یہی درویش ٹیف پڑھنا شروع کر دیا۔

قبیلہ نصاریٰ صاحب اپنے صرف ذکر ہی کرتے تھے اتفاقاً ہوا کہ درویش ٹیف نہیں
پڑھا کرتے تیار ہی رہو گے۔ آپ نے ورائے 1000 مرتبہ درویش ٹیف تعلیم میں شامل کر لیا۔
آپ یہی دروپاک پڑھتے تھے۔

پاس انفس اور حواری عرش

قبیلہ نصاریٰ صاحب نے بتایا کہ اس نے مشہور کیا کہ وہ پردار رہا سے درحوارے عرش کا علاقہ ہے۔
قبیلہ نصاریٰ صاحب اس کے ساتھ آکر رہے ہیں۔ قبیلہ نصاریٰ صاحب سے کہا کہ دیکھو پاس
انفس یہی سانس کے ساتھ اللہ کا ذکر پندرہ گنا ورنہ آپس دنیا میں گر جاؤ گے۔ قبیلہ نصاریٰ
صاحب گریہ کرتے تھے صل اللہ علیک یا رسول اللہ کی ذات ہے۔ جنت پاس انفس رو گئی تھی برقی ہو گئی۔

صرف مرید ہی نہ رہیں

میں نے قلم ڈار صاحب سے سن کام

کے نے دعا کی درخواست کی وہ آپ کہنے لگے کہ تار سیدھی مرہ و اللہ سے خود ہی ہانگ کر کام کرالیں مرہ ہم یہ نہیں چاہتے نہ ہمارے بیٹے ہمیشہ مرید ہی رہیں۔ ہم صرف وہی نہیں دیتے سچ بھی دے دیتے ہیں پہلے دن سے اسم و استاد کو کرواتے ہیں۔ بخائی شیخ و خانی ارموں اور خانی اللہ اٹھنے ہی شروع ہو جاتے ہیں۔

خوب کماؤ خوب کماؤ اور خوب اللہ اللہ کرو:

قلم ڈار صاحبی لکھتے تھے خوب کماؤ خوب کماؤ خوب اللہ اللہ کرو۔ ہماری فقیر کی لرسودہ

(orthodox) نہیں۔ دین کے آدھے ارکان کی ادائیگی کا تعلق دہشت سے ہے۔ مثلاً حج کو، جہاد غیر دینی شیخ اشرف شاہت۔

”ملت اگر اللہ والیں کے ہاتھ میں ہوں تو اللہ کداتے میں خرچ ہوگی۔ یہ جہاد ملت

کے ساتھ سب ملے ہو جائے گا اگر سامان دہشت و توہین گنگ میں نام نہ لگ جائے اور سماعت ٹھیک ہو تو پھر کیا پریشانی۔ اسی طرح دہشت اگر جہاد کے لئے سے کمال ہوگی تو پھر کیا پریشانی ہے

داخل روٹ: دہشتی ڈار صاحب لکھتے تھے کہ قبیلہ انصاری صاحب اس راہ سوک کو

رائلہ کہتے تھے۔ جی شریعت کے راستے پر چلنے کو پناہی راستے پر چلتا ہے۔ جس میں دہشت اور دنیا اور شریعت کی بیگنی کامیابی سے تو غفلت رہے جو سیدھے راستے پر چلے نہ نہ پڑے راستوں پر چل کر منزل سے دور ہو جائے۔

حسن و عشق: قبیلہ انصاری صاحب لکھتے تھے کہ اگر عشق نہ ہوتا تو حسن سا

مال روٹ پر چھڑا دے رہا ہوتا کسی سے پوچھنا نہیں تھا۔ یعنی اگر عشق حسن کی پوری پوری نہ کرتا تو تہہ حسن رہ جاتا۔ یہاں عشق سے مراد عشق حقیقی ہے۔ لہذا بھی فرماتا ہے کہ میں ایک چھپا ہوا خزانہ تھا چاہا کہ کچھ ماجاؤں تو نہ کو چھپا دیا خدا نے انسان کو پانی۔ پیمانہ معرفت کے لئے پیدا کیا۔

کامل نفسی کا طریقہ : قبلہ انصاری صاحبؒ فرماتے تھے کہ کامل نفی کا طریقہ ہے کہ رات کو سونے سے پہلے ذہن سے تمام خیالات کو نکال دے، وہاں اسکا بھی بند کردہ یہ خیال کر کہ کفر میں بیٹ گئے ہو۔ اسی طریقے سے جلد کامل نفی پیدا ہو جائے گی۔

اللہ سراپا حسن : بابا جیؒ فرماتے تھے کہ اللہ سراپا حسن ہے، ہر چیز میں حسن۔ آواز میں بھی سب سے حسین، جب اللہ نے دنیا تخلیق کی تو اللہ انہوں نے اور جانوروں سے مکالمہ ہوتا تھا۔ خدا کی آواز ایسے آتی تھی جیسے سنا رہتا ہے۔ قرآن میں ”تا“ سے زمین و آسمان بنائے سے پہلے اللہ کا عرض پڑی پر تھا۔ بیروں میں بھی مکالمات ہوتے تھے۔ پہلے مہارت انھوں نے کھول پڑی میں سوچا دھرتے تھے۔

ذکر سے ہی تعمیر ہوتی ہے : بابا جیؒ فرماتے تھے کہ ذکر سے ہی تعمیر ہوتی ہے۔ یعنی یہ حالت ترقی۔ جس طرح چراگاہ میں راستہ اس کی حفاظت دیا جاتی ہے اس کو پانی پہنچاتا ہے۔ ایک درخت اور درختوں میں جاتا ہے اور اس پر پھل اور پھوس آتے ہیں اسی طرح اللہ کے ذکر سے رفتہ رفتہ روحانی تعمیر ہوتی ہے غریب بڑھتا ہے۔ اللہ کے ذکر سے ہی اوپر شہ کی توجہ سے انسان اس قابل ہوتا ہے کہ اللہ کی صفاتی اور اقدار تخلیق دیکھ سکے جو وہی آنکھ سے دیکھتا نہیں۔ یہ اللہ دین رکھنے کے ایک مریض بھند ہو گئے۔ مجھے اپنے جین بنایا۔ یہ اللہ انکار کرتے رہے۔ تم میں ابھی حیات نہیں۔ دھند رہا تو آپؐ اسے حجرے میں لے گئے جب باہر آئے تو دونوں کے چہرے ایک جیسے تھے۔ پچو مانٹس جا رہا تھا نہ ہاں دھندین کوستے ہیں اور مریض کوستے۔ مگر تھوڑی دیر بعد مریض کا شفا ہو گیا۔ مرشد کے فیض شریک تاب نہ لاسکا مسلسل ذکر سے ہی انسان کے Capacity Build ہوتی ہے۔

اپنے لئے دعا : راقم الحروف نے قبلہ بابا جیؒ سے کہا کہ آپؐ کے گھنٹوں اور بیروں میں شہید تکلیف دہتی ہے سب کے لئے دعا کرتے ہیں۔ آپ اپنے لئے دعا کیوں نہیں کرتے کہنے لگے کہ مجھے آج تک کسی نے کہا ہی نہیں کہ اپنے لئے دعا کر کہ پھر عثمان مروتیؒ کا

واقعہ شہانہ اس کی طبیعت پر بقیہ ساری والدہ نے اپنی چاروں بیٹیوں سے شفا کے لئے اللہ سے دعا کروا رکھی تھی۔ کئی دنوں بعد جب اللہ تعالیٰ نے دعا کو قبول فرمایا۔ اگلے دن اس کی والدہ پر فدا و فخر کر عثمان مرید کے پاس تشریف لے گئی۔ جب وہ لوگوں کے لئے دعا کر رہے تھے اور وہاں کھڑی بیٹیاں اس کے لئے دعا کر رہی تھیں۔ آپ نے دعا کی تو ”پ کی طبیعت ٹھیک ہوگئی“ آپ کی والدہ نے بعد میں ”پ کی ساری باتیں سنیں۔ پاپائی“ نے فرمایا ”سب ایسے اپنے مسئلے لے رہے ہیں اور دعا کر رہی جاتی ہے۔ فقیر آدمی دعا ہی کر سکتا ہے، اللہ اپنی رحمت سے غور فرماتا ہے۔“

دعا اور سیلاب: پاپائی نے واقعہ بتایا کہ قید خانہ صابری صاحبہ کے پاس ایک عورت تھی۔ اس کا خاندان قید خانہ میں قید سے دعا کر رہا تھا کہ وہ رہ جائے۔ پاپائی نے دعا کر دی۔ چند روز بعد اس عورت کے خاندان میں قید خانہ کے علاوہ قید خانہ میں سیلاب آگیا اور قید خانہ کے قیدیوں کی دھواں پھیلی گئی۔ بعد ازاں سرگرمیوں کے بعد حکومت نے حکم نامہ جاری کیا کہ تمام قیدیوں کو رہا کر دیا جائے۔ سیلاب میں ڈوبتی دی ہے۔ اس طرح اس عورت کے خاندان کو بھی رہائی مل گئی اللہ کس طرح سے اپنے بندوں کی دعاؤں کو سنتا ہے۔

اللہ کی گود: پاپائی نے فرمایا کہ قبیلہ انصاری صاحبہ لڑتے تھے کہ اگر اللہ کی محبت میں مرجاؤ گئے اللہ کی گود میں رہنا مقام ہوگا۔ اگر زندگی میں اسکا وسیع اثر ہو سکا تو مرتے وقت بھی ہو گیا تو بہت بڑی کامیابی ہے اور انعام اللہ کی گود کے سوا کچھ نہ ہوگا۔

سمندر کے کنارے ذکر: رچی کے بھائی منیر اویسی صاحب جو اپنا ایک دن کے باقی میں نے بھائیوں کو کراچی میں لایا۔ قبیلہ ذر صاحب اور قبیلہ یعقوب صاحب بزرگ جہاز رانی پہنچے اور بھائی مختلف شہروں سے اکٹھے ہوئے ایک دن سمندر کے کنارے پر محفل ذکر کا اہتمام تھا۔ ذکر کا بہت طوفان تھا۔ ذکر کے بعد جب جوتا پہننے لگا تو قبیلہ ذر صاحب نے میرا جوتا پہنا ہوا تھا۔ اگلے روز پھر ایسا ہی ہوا۔ پاپائی مسکرا لے لگے۔ لودھی صاحب نے بہت پیار سے تمام بھائیوں کی مہمان نوازی کی۔ ایسا محسوس ہوتا تھا جیسے سمندر بھی ہم سے ساتھ رہتی ثابت رہا۔

حضور ﷺ سے قبلہ انصاری صاحب کی محبت

بابا جی نے بتایا کہ قبلہ انصاری صاحب کو حضور اقدس ﷺ سے بے پناہ محبت تھی۔ آپ فرماتے تھے چہ نہیں لوگ وہاں جتنی مدد سے لوٹ کر کیسے آتے ہیں۔ اس لئے نہ آپ نے حج کیا نہ عمرہ۔ اگر کیا تو حضور ﷺ کے در سے واپس نہ پاؤں گا۔

”آپ فرماتے تھے کہ حضور ﷺ کے در کے خاکروب جو سیدہ امول کی صفائی کرتے ہیں ان کے سامنے تخت اور قطب کیا ہیں۔ آپ فی شخص میں ایک صاحب ہزاران گنتلو آپ کو حضور کہہ کر مخاطب ہوا۔ اس نے 213 مرتبہ کہا تو ”آپ“ نے اس کے سامنے ہاتھ جوڑ دیئے اور فرمایا کہ مجھے حضور نہ کہا کریں یہ لفظ نبی پاک ﷺ کے لئے مخصوص ہے۔ بابا جی ڈا صاحب اپنا بتاؤں گے کہ جب عمرہ پر گئے تو جیسے ہی سیدہ منورہ کی حدود میں داخل ہوئی تو ”نگھوں سے“ نوزوں کی لڑی جاری ہو گئی اور اس میں سو بابا جی کی نشت چلنے لگ پڑی۔

دعا کا طریقہ : بابا جی ڈا صاحب فرماتے تھے کہ دعا ایسے مانگو جیسے مانگت۔ جس طرح بازار میں مانگت پیچھے پڑھا ہے میں اور نذرانے لے کر پیچھے جلتے ہیں اسی طرح اللہ سے مانگا کر کہنے لگے کہ کٹر لوگ دعا پڑھتے ہیں، مانگتے نہیں۔

پادراوس : قبیلہ انصاری صاحب ”شریف لڑا“ تھے کہنے لگے کہ میرے چند بیٹے ”انعامت“ ہیں جن سے بڑے بڑے پادراوس چارج ہوئے۔ ”تے“ ہیں۔ سیدہ دوسرے بھائیوں اور قلمیہ صاحب کا نام لیا۔ کہنے لگے کہ با فرید پاک جن والے بزرگ کا حصہ ہمارے پاس تھا با فرید ملے تو کہنے لگے۔ انصاری صاحب ”امام تو ساری عمر رات دکھائے میں لگے رہے اور اپنا سہاگہ مکمل نہ کر سکے۔

نوٹ: قبیلہ انصاری صاحب کے پاس بڑے بڑے عہدہ دار ملنے کے لئے آتے تھے جن میں جنرل صیاء الحق، ملازم مصطفیٰ چٹائی اور اشفاق احمد وغیرہ شامل ہیں۔

علامہ مصطفیٰ جتوئی آپ کے بڑے عقیدت مند تھے۔ اس کی دینی فلاح مصطفیٰ کھر کے ساتھ تھی۔
نہرے کئی دفعہ قات کی احازت، لگی مگر قبلہ انصاری صاحب سے منع کر دیا کہ نہ گرو نہ کر لیتا
سے تو آجائے باپا جی و صاحب کے بانی گاؤں کا نام ٹوکھر ہے۔ تو قبلہ انصاری صاحب
فرمانے لگے ٹوکھر یعنی کھر نہیں آ سکتا کھر صاحب کئی دفعہ کوششوں کے باوجود قبلہ انصاری
صاحب سے مل سکے۔

اللہ سے محبت۔ قبلہ انصاری صاحب کو چین سے ہی اللہ سے شدید محبت تھی۔
آپ فرماتے تھے میں نے کبھی ایک لمبے کے لئے بھی اللہ کو نہیں بھلا یا۔ مسدوق حیدر میں بھی کبھی
رنگ غالب ہے۔ ایک دفعہ قبلہ انصاری صاحب "رام فرما رہے تھے رات کا وقت تھا یک بھائی
آنے والا نہ محبت میں ہر پرہیز کر چھلک گئے باقی موجود بھائی بھی نہ بے لگ گئے۔ گریہ نہ رہی
شروع ہو گئی۔ و قبلہ انصاری صاحب بھی آپ پر یہ ہو گئے کہنے لگے "میرا تو نہ بھر سے نہ حال تم
وگ مجھے بھی رلا دیتے ہو۔ انصاری صاحب ایک دفعہ سبیل ہو گئے؛ اکڑا کو دکھاے چلے گئے۔
ڈاکٹر سے کہے لگے ڈاکٹر صاحب زہر کا ٹیکا لگا دو اب برداشت نہیں ہوتا۔ اللہ سے ہر مرنے پر
برداشت نہیں ہوتی، ڈاکٹر چونکا تو آپ سے کہا کہ میں کوئی دین سے تنگ نہ رہتا ہوں۔

بڑا کام۔ ملتان کے سارے کوشش کے موقع پر ضیاء الحق جو اس وقت کور
کیمڈر ملتان تھے ریڈیو کے ساتھ ہوا جی سے ملے۔ وہ پہلے بھی ہوا جی کے پاس آتے
تھے۔ آپ نے ضیاء الحق کوئی طب نہ کر کے کہا "اللہ تم سے بڑا کام لے گا۔ چنانچہ وقت نے ثابت
کیا کہ انھیں سارا رزق جس جگہ کے نزد ضیاء الحق نے وہاں ہم راہ راہ کیا۔ بعد میں آپ
نے ضیاء الحق کو منع کر دیا کہ آپ ملے نہ کیا کریں مخط۔ ثابت سے ہی رابطہ رکھ کریں آپ
جو کچھ کے پیچھے CD ہوتی ہے۔

بیٹا چاہیے: ہاؤ صاحب نے بتایا کہ ہمارے ایک بھائی تھے جس کا بیٹا
نہیں تھا۔ انہوں نے قبلہ انصاری صاحب کو گھر دعوت پر بلایا اور اپنی بیٹی کو بیچول دے کر کہا کہ

جب باہجی "میں تو اس کو یہ چھوٹ دے دیتا اور ہوتا کہ دعا میں نہ اللہ ہمیں چھوٹ جیسے بھائی دے
 ہے جب باہجی "کے نوپٹی ہے ویسے ہی کیا تو باہجی ہے نہ اللہ دے گا۔ پیر بھائی سے جواب
 انشاء اللہ کہ۔ کچھ عرصہ گزرنے کے بعد جب بیٹا نہ ہوا تو اس نے دوبارہ دعا کی درخواست کی تو
 آپ نے نہ اللہ دے گا تو اس نے پھر جواباً انشاء اللہ کہ تو انصار صاحب نے چوٹیکر کہہ کر
 سالے انشاء اللہ کہتا ہے اللہ نے چاہا ہے تو ہم نے کہا ہے۔ جب دعا رواں نہیں آتی تو خاصا دل
 کرو۔ پھر ایک دن انصاری صاحب سے ہنگامہ جب بیٹے کے لئے دعا کی تھی تو حضور اللہ ﷺ
 سے مجھے بتایا کہ رات اس بچے کی روح جسم اور مثل منتقل ہوگئی۔ یہ دعوتی سے اعلیٰ درجہ کی نصیر
م باہجی کہتے تھے کہ ہمیں تو قلمہ انصاری صاحب نے دم کرنے کا مختصر طریقہ بتایا ہے اگر
 بنا چاہتو یا حلق اللہ اور اگر مٹی چاہتو یا حلق الحواء پڑھ سول پریم کردہ۔ محمد
 رتے وقت اس اسم کی کیفیت طاری ہوا اور یکسوئی کے ساتھ دم لیا ہے۔ آپ لوگوں کے
 مسئلہ من روئے کرتے تھے اور ساتھ لوں آیت یا سم: رد کے لئے بتا دیتے۔ ایک دن باہجی سے
 مسکرا رہتا تھا کہ اصل چیز تو فقیر کی دعا ہی ہوتی ہے۔

روحوں کو بلانا ایک شخص سال قبل انصار صاحب نے مدح کو یاد کیا ہے
 ہمارے خاندان کے بزرگ ہرگز یہ بیسلائی کی روح کو یاد نہ کیا ہے ہرگز سے پوچھا کہ کیا وجہ
 ہے کہ آپ تمام عمر جنگلوں میں ہی رہتے تو انہوں نے بتایا کہ اللہ سے محبت ہی اتنی تھی کہ ہاؤس میں
 سکون نہیں ملتا تھا۔ پھر رانا صاحب علی جوہری کی روح کو یاد تو انہوں نے کہا کہ انصاری صاحب
 آپ جس شرج پر بیٹھے ہیں اس سے وہ بھی بہت اچھے ہیں تو آپ نے کہا کہ ابھی بہت وقت ہے
 کھینچ لے۔

پاش پاش مجذوب کے بارے میں باہجی ڈار صاحب بتاتے تھے کہ ان کے زیادہ
 قریب نہ جاؤ جس بنو، سکے خدمت کر دیا کرو۔ اگر اس کو پیارا لگی تو زیادہ سے زیادہ اپنے جیسے
 بنا دے گا۔ آپ نے کہا کہ آپ لوگ شریعت کے راستے پر ہیں جو کون آپ سے ٹکرائے گا

نماز کا طریقہ : ہا جی ڈار صاحب نماز کے بارے میں لکھا کرتے تھے کہ اس

لوہر دارے پڑھنا سے نہ کہ کی مینوں سے۔ یعنی ذہن اور دماغ سے مار پڑھنی ہے نہ کہ دھڑک پڑھنا۔ مقصد یہ کہ نماز میں حضور کی کیفیت پیدا ہو۔ حضور ﷺ کی حدیث مبارکہ ہے کہ لا صلوٰۃ الا بحضور قلب (حضور قلب کے بغیر نماز نہیں ہوتی) تکمیل قرآن کے معنی یہ ہیں کہ قرآن کو اس قدر یاد کر لیں کہ ہر جگہ آسانی اور اللہ پر دلیا تہ مار ٹوٹ جائے گی۔ تہجد کے بارے میں بھی آپؐ فرماتے تھے کہ سچا بے وفائی پر جو کرپوری یسویٰ کے ساتھ ہوتا ہے تو خیال کر کہ اللہ کے سامنے ہاتھ دغا ملے کھڑے ہو۔ خوب طویل قیام ہر ای طرح رکوع اور طرح طویل عدد ہوں۔ حضور ﷺ بعض دفعہ دو رکعتوں میں رب گزرتے تھے اس طرح سے پڑھتی تھی کہ نوافل کی تہجد 100 نوافل سے بہتر ہے۔

یہ تھیں چند باتیں جو ہا جی ڈار صاحب کے بارے میں لکھتے ہوئے ذہن میں آجائیں۔ آپ کی باتوں کا اردو کا سلسلہ بہت طویل ہے۔ آپ کی سب سے بڑی خوبی ہوشیاری۔ محسوس کی وہ بیچنی نہ آپ کی محقق میں بیٹھے ہوئے یہ محسوس ہوتا تھا کہ اللہ میرے بہت قریب ہے اور اس کا اثر اسی رنگ رہتا تھا۔ آپؐ سے ملاقات کے بعد اپنے اندر تبدیلی محسوس ہوتی اور عجیب سی بے خودی اور اللہ و رسول اللہ ﷺ کی محبت کا غلبہ ہوتا۔ بس نے کبھی آپؐ کے ہاتھ پر چمک نہیں دیکھا۔ کسی بھی وقت مریدوں نے کسی سائل نے ہنسک دیا تو آپؐ نے مسکراتے ہوئے خندہ چیشائی سے اس کی بیچنی کی۔ میں نے اپنی زندگی میں کئی صاحب کرامات، رنگ دیکھے جو صاحب عرفان بھی تھے مگر ہا جی ڈار صاحب کی باب ہی سب سے الگ اور جدا تھی۔ ایسی ہمتیں بہت کم پیدا ہوتی ہیں ہم کوئی نصیب رہے جو آپؐ سے ملنے کیلئے حاصل کیا۔ اپنے ایک مشاہد و پرہیزگار ختم کرتا ہوں فقط اس لئے کہ میں جو کچھ چلنے لگے کہ ہمارے تعلیم کئی پرائز و مرشد کئے قابل ہیں۔ انسان زندگی میں دنیاوی یا دنیوی طور پر جو بھی رقی کرتا ہے وہ فقط اللہ کی رحمت سے ہی میسر آتی ہے۔ ہا جی ڈار صاحب میں اس بات کے ساتھ عقائد رکھتے ہوئے تھے کہ آپؐ نے اور

اس کی نے مجھے میزبانی کا شرف بخش۔ دیکھ کر کھانا کھا کر آپ جب عادت قبول کرنے لگے تو سرے میں باہمی اکیلے تھے۔ آپ یہی نوع کا حال جانتے تھے مگر میں نے موقع جانتے ہوئے آپ سے چند باتیں کرنا چاہیں۔ نبھانے کیوں آپ سے بات کرتے وقت الفاظ ہی ختم ہو جاتے تھے آپ کا عجیب سا ادب میرے دماغ پر طاری رہتا تھا۔ میں نے باہمی کو قنایا۔ حضور ﷺ مجھے ملے ہیں۔ آپ ﷺ میرے گھر میں لیٹے رہے تھے تمام محسن اور اس قدر سے بھر ہوا تھا بھی میں نے ”وہی بات یہاں تو آگے کی بات باہمی ڈار صاحب مجھے خوبسنانے لگے اور مسکرائے لگے اور وہاں فیصل بیٹا یہ اللہ کا کرم ہے ہم کرتے ہی کی ہیں۔ روحانی معاملات فقط اللہ کے کرم اور مرشد کی ہدایت کا کرم ہے ہی پانچ چھٹا کو پہنچے ہیں۔

چند باتیں ہمارے موجودہ شیخ قبیلہ محمد یعقوب صاحب کی باہمی ڈار صاحب سے محبت کے بارے میں لکھنا ضروری ہیں۔ تمام مریضوں کو اپنے مرشد سے محبت ہوتی ہے مگر ایک چیز جو بالحد درجے حاصل کرتی ہے وہ ہے ادب۔ باہمی یعقوب صاحب سے زیادہ باہمی ڈار صاحب کا ادب کرنے والا مریض میں نے نہیں دیکھا۔ آپ باہمی ڈار صاحب کے ساتھ تین دوروں پر جاتے ان کا تمام سامان چیک کرتے، خوب باہمی کے پاؤں کی مالش وغیرہ برتے اور جب باہمی ڈار صاحب ٹھنڈا فرما رہے ہوتے تو بڑے ادب و احتیاط کیساتھ سننے۔ باہمی ڈار صاحب آپ کو مولوی صاحب نہ کہ بلاتے تھے اور اگر کبھی کھانے کے بعد حلوہ آجنا تو باہمی ڈار صاحب مولوی صاحب کو کہتے کہ یہ ”پانی“ ہے اور ہلکا پھلکا طحڑا مزاج بھی ہوتا مگر باہمی یعقوب صاحب جو باہمی اسکرآتے رہتے۔ علامہ کے صحیح کہنے کے ادب پسند قریبہ سے محبت کے قریبوں میں۔

باہمی ڈار صاحب اس ہادی دنیا کے اصولوں کے مطابق پروگرام لگے مگر وہ ہمیں اپنا بہترین نمونہ باہمی یعقوب صاحب کی صورت میں دے گئے تمام حیرت انگیز باتیں کو چاہے وہ اس سے زیادہ سے زیادہ مستفید ہوں کیونکہ اس جیسی ہستیوں کی مشکل سے ملتی ہیں۔ اللہ کی کرم نوری سے۔ اس نے ہمیں ایسے رہنما دیئے جنہوں نے اپنے کردار و عمل سے ساری تعلیم و ترویج دی

جسم بیب میں پیدا ہوئے ہیں اور کسی سے رواج کو جسم دیتے ہیں۔ مگر نہ زیادہ تر ماسٹرنوں کی تحقیق پہلے سے موجود ہے۔ اہم خیالات و نظریات ہی میں بہتر سے بہتر کا نسخہ ہوتا ہے جیسے پیہر تو ایسا ہوا مگر بعد کے ماسٹرنوں نے جو بھی ایسا دیا اس میں آج وہ پہلی ایسا وہ ال پیہر تو نہیں ہے مگر اس کے باوجود ہر ایسا دیا اس میں پیہر (Wheel) کی بنیادی خیال پر کام کرتا نظر آتا ہے جو خیال کبھی اس کے وہی شکل میں آئے سے پہلے کسی تحقیق نے پیش کیا۔

محققین ماسٹرنوں کی تحقیق کے دوران جب آپس میں ملتے ہیں تو ان کا موسوعہ گفتگو یہ ضرور ہوتا ہے کہ وہ جو کام کر رہے ہیں ان کا یہ کام کیا ہے؟ اس کے کس مسکنے کا حل ہے؟ اس کے جوہر کر وہ حل سے کس فائدہ اٹھ سکتا ہے؟ کیا فائدہ اٹھ سکتا ہے؟ کس کس طرح سے اس کی یہ علمی کاوش آئے۔ اسے دور کے وہ کون کسے مفید ہوگی؟ پیچیدہ بات یہ ہے کہ جب اس ماسٹرنوں سے یہ سوال کیا جائے اس کی تحقیق کے مکمل ہو جانے کے بعد مطلوبہ نتائج یا فائدہ حتمی کا بخوبی ہانپا ہے۔ سب حاصل ہو جائے گا اس پر یہ جواب دیتے ہیں کہ ہرگز نہیں۔ تحقیق کے مکمل ہونے پر کچھ بھی حاصل نہیں ہو گا سوائے کچھ صفحات کے جن پر یہ تحقیق اس کے بارے میں سب کچھ لکھا ہو گا۔ عام انسان ایسے جواب پر نہیں سوچ سکتا ہے کہ جب تحقیق کے مکمل ہو جانے پر کچھ حاصل ہی نہیں ہو گا تو یہ سب تو ضیع اوقات نہیں تو اور کیا ہے؟ یہی ماسٹرنوں اس کا جواب پورے وثوق سے دیتے ہیں کہ ہم محقق (Researcher) ہیں، ہمارا کام اور ہمارا فرض اور دائرہ اختیار صرف یہی ہے کہ ہم کسی مسئلے کا اپنی تحقیق میں اپنی طرف سے بہترین صلاحیتیں کریں جس متعلقہ فراہم کیا ہم تجاویز دے رہے ہیں اگر اس سے ان طرح متفقہ کریں گے جیسا کہ ہم سے یہ ہے تو وہ سب فوائد ضرور حاصل ہوں گے لہذا رستہ و پیرا سہ یہ عمل نہیں ہو گا تو ہماری تحقیق کی افادیت بھی اٹھائیں ہوگی۔

دنیا جہاں فی مادی رقی ایسے ہی عمل کے اصولوں پر ہوتی چلی جا رہی ہے۔ جوانان یہ سب ترقی اور ایسا دیا کرتا ہے اس کی اپنی حقیقت اور اس کے اسرار غیر مادی ہیں

ہادی ایجادات میں تو انسانی سفر بہت دور چل رہا ہے مگر غیر ہادی پہلوؤں کی طرح نظر انداز ہوا ہے جس کا ادراک ترقی یافتہ اقوام کو بھی بخوبی ہے اور اس پر اس بات کو شک نہیں کہ ہادی مگر یہ لوگ آسمانی مذاہب و رہنمائی انصاف سے حق کو ماننے کیلئے ابھی مزید کچھ دیر تیار نہیں ہیں۔ مسلمانوں کے پاس اگر مذہب ہے تو یہ حکایت، روایت، قصے کہانیوں، قصیدوں، اور نثر کے خواہوں اور نہ جانے کن کن خیالات میں گم ہیں اور تیار نہیں کہ صرف اپنی اور کائنات کی تعمیر کیلئے تحقیق کے میدان میں اترنے کیلئے تیار نہیں۔

ہادی مسند عابدیہ تو حیدرہ حضرت خواجہ عبدالعظیم نصاریٰ ایک ایسے بیدار قلب و ذہن صوفی رنگ تھے جنہوں نے اپنی زندگی بھر تحقیق کا حاصل عاس کی افادیت اور اہمیت اس قدر واضح انداز میں تحریر فرما کر قرآن و سنت نبوی ﷺ کے عین مطابق ایک مثالی لائحہ عمل مرتب کیا جو آپؐ سے پہلے کسی نے نہیں کیا۔ آپؐ نے علم تصوف و حکمت کے میدان میں ایک نئے رواج کو جنم دیا۔ سہمہ دیکھی جو بھی تحقیق تصوف و علم حضرت باری تعالیٰ یا علم الہیت پر ہو، تحقیق کے اصولوں کے مطابق اس تحقیق میں حضرت خواجہ عبدالعظیم انصاریؒ کا نظر انداز کرنا ممکن نہیں ہوگا۔ ہادی مسند ہونا کہ روحانی فیض جاری کر دینے میں حضرت خواجہ عبدالعظیم انصاریؒ کی شراکت، مقصد یہ مطلوب ایک بزرگ فیض مشہور ہو جائے تو نہیں تھا۔

آپؐ زندہ و بیدار تصوف کے داعی تھے۔ آپؐ نے ہمیشہ اس فقیر کا درس دیا جس میں فقراء و حالات و اوقات زمانہ کو کشف و برسات و نسبت اپنے فہم و فراست سے دیکھتے ہیں۔ اسی فقیری کہ جس میں فقراء و حالات کا صحیح ادراک رکھتے ہوئے زمانے کے تقاضوں کے عین مطابق ایسا حادہ لائحہ عمل مرتب کرنے میں جس میں ہر آئے و اور کامیابی و کامیابی اور ترقی کی لویہ بن کر آتا ہے۔ آپؐ کی وہی روحانی تعلیمات پر عمل کرنے سے انسان کی اپنی خواہیدہ صد جہتیں بہترین کمال کو پہنچتی ہیں اور وہ انسانی کردار نگہ کر سکتے آتا ہے جو اس کے بغیر کم ہی

اگر ہو پاتا ہے۔ آپؐ نے مسند عالیہ قادیان میں جو فضل عام کیا ہے اس کا فائدہ تو اس کو ملتا ہے جو عینی میدان میں آگے بڑھے۔ یہ ہم گری کا اصول نسخہ ہے۔ اگر عمل نہیں ہے تو مسند عالیہ قادیان کی تعلیمات پر مبنی وہ چار انجمنیں مختصر کتابیں۔ خود چھ ہیں اور نہ ہی ان میں بیابان کی گئی باتیں ملے۔ رہنما ہو سکتی ہیں۔

جس جہت میں عالمگیریت، اقامت کے حامل اعلیٰ ترین افکار ہوتے ہیں اسی جہت میں ایسے ظرف اور بصیرت کے لوگ پیدا ہوتے ہیں۔ مسند عالیہ قادیان میں اللہ تبارک و تعالیٰ کی ذات اقدس کے قرب، عرفان، لقاء اور دیدار کی بات ہم انسانوں کیلئے کرنے کے بعد نہیں بلکہ اسی زندگی میں جیتے جی ہونے کی بیات اور تحریر ہوئی ہے۔ کیا اس مسند میں سوچ کی وسعت کا اندازہ کیا جا سکتا ہے؟ ہر آدمی لوگ حضرت خواجہ عبدالغنی نصاریٰ کے مسند عالیہ قادیان میں آئے۔ کئی لوگ اپنی مراد کو پا گئے، اور جو پناہ و رحمت کمال ہو جائے جس دنیا سے رخصت ہو گئے اور ان کے دلوں میں اللہ کی دیہ کی ترپ سوچ تھی، ان کا انجام کیا ہوگا؟ اللہ اور اللہ کے نبی ﷺ سے لاکھوں کو کیا فواید ملتے ہیں؟

حضرت خواجہ عبدالغنی نصاریٰ نے روحانی جذب و محور میں مسرت زندگی اور فائدہ رکھنا امت کے ساتھ کامیاب و کامران آیت ملنے کی تہ یہ مسند نہیں بنایا۔ آپؐ نے جب بھی تعلیم دی وہ اس میں کامیابی، کامرانی، ثناء و شوکت، اور پورے کائنات سے تعلق و ربط کی بات ہے۔ آپؐ نے تعلیم میں انسان کی خواہشیں، صلاحیتوں کو بیدار رکھتے ہوئے اعلیٰ ظرف کے ساتھ سپاہی زندگی کا درس ہے جس میں انسان نے علم، عرفان کے ساتھ مستعمل بنیادوں پر صاحب اپنی درہنا ہے۔ کام، کاروبار جو بھی ہو انسان کے ہاتھ اس میں پورے ذوق و شوق سے لگن ہوں اور انسان کا دل اللہ فیاد سے ہر لمحہ اور ہر پل آپؐ کا ہو۔ ایسے اصحاب عمل فقراء کی جہت سے آپؐ نے یہ امید پیدا کی تھی کہ ایسے بے لوث لاکھوں کی کادشوں سے شاید مسلمان اپنا کھویا ہوا مقام

اور انکو معام میں، عزت و دورہ حاصل رہا جس سے یہ خرم ہو گئے ہیں۔

سلسلہ عالیہ توحید میں اس سچ پر توجہ تیار ضرور ہوئے ہیں اگرچہ امت کے حالات بدلنے کی مطلوبہ تعداد سے تھوڑے ہوئے ہیں مگر آدم گری کی جو بات حضرت خواجہ عبدالحکیم انصاری نے کی تھی، آپ کی تعلیم کے نتیجہ میں ایسے کمال زوار کے جس سارے توجہ سامنے آئے ہیں۔ آسمان پر ستاروں میں چاند موجود ہو تو نظر چاند پر ہی جاتی ہے۔ سلسلہ عالیہ توحید میں یہ مثال اپنے دور میں شیخ سلسلہ عالیہ توحید ہوا جان محمد صدیق ڈار صاحب توحید پر صدق آتی ہے۔ آپ کی ذات پر بات تحریر ہوگی تو موضوع میں اضافی طور پر راقم کی محبت اور ذاتی جذبات کا ٹھکانہ بن کر ہو گا۔ ہوا جان محمد صدیق ڈار صاحب توحید کی بارے میں یہ بات وہ لکھتے ہیں جس سے دنیا کبھی صرف نظر نہ کر پائے گی۔

ہوا جان محمد صدیق ڈار صاحب توحید کی علمی اتالیقی میں آپ کے خطبات پر مشتمل ایک کتاب پچھواں حصہ، حیات موجود ہے جبکہ تہ خطبات ابھی کتاب صورت میں مرتب ہونا ہیں، آپ کے مجلہ فلاح، سمیت میں شائع ہونے والے مضامین اور آپ کے سچے مریدین کو لکھے گئے خطبات، آپ کی اپنے مریدین سلسلہ کا عظیم فیضیت کے داران شہادت کی بیکار انگلی اور آپ کی سلسلہ عالیہ توحید سے جسے جدات و فیہ و جمع و تدوین کے مراحل میں ہیں۔ اس کے علاوہ آپ کی بیویوں، اور آپ کے ساتھ گزرنے والے محبت و یادداشتوں میں سے بھی شاید کچھ مرتب ہو کر سامنے آئے۔ آپ کے اس علمی ورثہ کی بات نہ بھی کریں جو ابھی منظر عام پر دیا کے سامنے نہیں آیا تو جتنا کچھ شائع ہو چکا ہے، وہ بھی جدید علمی تحقیق میں بہت آگے کی باتیں ہیں جسے یقین نہ ہو وہ آپ کا ویڈیو پریزن (VISION) کی تجزیوں میں دیکھ کر خود ہی فیضہ مرے۔ جو بھی عداوت کا موضوع اٹھائیں، جدید و درنا مسئلہ اس کا حل دیکھ لیں، قرآنی آیات و تفسیر دیکھ لیں، قرآنی آیات کے مہاس دیکھ لیں، احادیث مبارکہ و مناقب دیکھ لیں، شعراء کے

اشیاء میں تشریح و کچھ لیں، اقوال اور حالت و واقعات کا بیان، کچھ میں، انٹرویو جس طرف بھی نظر لیں، یہ موضوعات جس پر ہمارے بابا جان محمد صدیق ڈار صاحب تو حیدریؒ کے کوئی بات تحریر کی ہے پڑھنے والے کو بھی ہر وقت اعتراض آئے گا کہ جو بات بیان ہوئی ہے وہ ہے انوکھے انداز سے بیان ہوئی ہے جیسے پہلے کسی نے بیان نہ کیا ہو۔ ”پاپ کی تحریروں پڑھنے والے بڑے اچھے اچھے تعلیم یافتہ لوگ اس بات کا برملا اظہار کرتے ہیں کہ بابا جان محمد صدیق ڈار صاحب تو حیدریؒ کلپوں کردہ مفہوم کمال ہے اور ان مخصوص موضوعات پر ایسی باتیں پہلے پڑھنے کو نہیں ملیں۔

یہ سب کیا ہے؟ یہ سب کچھ بالی سلسلہ عالیہ تو حیدریہ کی تعلیمات کے کرشمے ہیں۔ ان تعلیمات پر عمل سے تغیر ہونے والا وہ کردار ہے جس سے ایک جہان روشن ہوتا ہے۔ سلسلہ عالیہ تو حیدریہ کا سارا نظام اسی طرح قائم ہے جیسے خواجہ عبدالغنی انصاریؒ نے ترتیب دیا۔ ہمارے درمیان ہمارے مرشد قبلہ بابا جان محمد یعقوب تو حیدری موجود ہیں۔ حق ہم لوگ اس سلسلہ عالیہ تو حیدریہ کی تعلیمات کے پیرو بھی ہیں اور داعی بھی ہیں۔ یہ ہمارا دوسرا ہے۔ بات عمل کی ہے اگر ہم عمل کے میدان میں ”گھر کھل جائیں تو کچھ بعید نہیں کہ شاید ہم ہی وہ لوگ ہوں جن کی دنیا کھلاؤں ہے۔ ہم غمی میدان میں جہاں بھی کھڑے ہیں مگر ہمیں تقاضو و معصوم ہونا چاہیے کہ سلسلہ عالیہ تو حیدریہ کی تعلیمات میں وہ خصوصیات موجود ہیں جن سے ہم نے کو بدل دینے والے ہو یا کسی راہنمائی کرنے والے لوگ پیدا ہوتے ہیں۔ آج ہمیں، یکھنے سے بھی شاید کچھ نظر آئے محمد رسول، مٹا ہے کہ بہت جلد یہاں بڑے لوگ پیدا بھی ہوں گے، دنیا کے سامنے بھی آئیں گے اور دنیا اس کی بات کھرت پر ہونے کی وجہ سے تسلیم بھی کرے گی، باقی، واللہ، جمہور کریم ہر چیز سے ہمیشہ غنی و سہ پیار ہے، جو چاہتا ہے بلا شرکت غیر خوب کرتا ہے۔ وما نقولہ فی لآ باللہ

قبلہ محمد صدیق ڈار تو حیدری کے ساتھ بیٹے دنوں کی یادیں (محمد صادق ڈوگر)

قبلہ محمد صدیق ڈار صاحب سے پہلی ملاقات 1975ء میں پی ایس ایف میں سرگودھا میں ہوئی۔ ان دنوں آپ فلاح مارچسٹ تھے اتفاقاً دن بوقت بھی کہ مجھے کسی کمرہ میں جگہ مل جہاں پر قبلہ ڈار صاحب رہا شپ پر تھے۔ میں تو شروع ہی سے غلطیوں کا نشانہ بن رہا تھا۔ دین کی طرف کوئی خاص توجہ نہ تھی، اسلام کی بنیادیں نہ رہے، کبھی پڑھ ہی نہ پڑھی، ڈار صاحب باقاعدگی سے مسجد میں جا رہا تھا اور یہاں پر کھڑے تھے۔ یقیناً وہ کراچی کرتے ہوئے اپنے وہ کبھی کبھی میری طرف عروس سے دیکھ کر روتے تھے۔ ایک دن میں نے ان سے کہہ دیا کہ ڈار صاحب! مجھے بھی کچھ بتائیے ناں، آپ نور کے علاوہ دیا روتے ہیں؟ تو انہوں نے مجھے فرمایا: ”نہیں، نور فلاں جگہ پر چلے جاتے ہیں پھر پکڑا لے آتے ہیں۔“ ”رگ میں گئے۔“ میں آپ کی ہدایت کے مطابق وہاں پہنچ گیا۔ ساتھ مٹھاں کا ڈبہ بھی لے گیا۔ اس مکان پر اس وقت باپا جی قبلہ اسماعیل صاحب نے خواتین پر فرما تھے میں سے سلام عرض کیا تو باپا جی نے پوچھا ”کیا نام ہے اور کہاں سے آئے ہو؟“ میں نے جواباً عرض کیا کہ میرا نام صادق ڈوگر ہے اور سرگودھا سے آیا ہوں۔ باپا جی نے فرمایا کہ تمہیں ڈار نے بھیجی ہے؟ میں نے عرض کیا جی ہاں مٹھاں کا ایک کڑا لے کر آؤں گا کھ کر آؤں گا مجھے وہ سبب ظاہر ہے میں سے وہ کھالیا تو فرمانے گئے ”میں تیرے سے بچی کاٹی ہے۔“

قبلہ محمد صدیق ڈار صاحب سے واقعہ جس میں ہمارے کام کرتے وقت آگ لگ گئی اور وہ صلی گیا، بھی سنایا۔ جو مختصر یہ تھا کہ اس حادثے کے بعد میں نے وہ تمام قصہ باپا جی کو بتا دیا ہے۔ جس کا روز آپ حضور میں سے اکثر کہہ سکتے ہیں کہ اس حادثے کا کوئی حرف قبلہ ڈار صاحب کے وپر نہ آیا تھا۔

پی ایس ایف میں گلی رتی کے لیے ایک JCO کورس بھی اڑی ہوتا ہے۔ اس کورس

میں ایک میچ بھی آتا ہے جو کہ ہر ایک کو فراموش کر دیتا پڑتا ہے۔ ڈرامہ حب بتایا کرتے تھے۔ مجھے جو Topic دیا گیا، وہ تھا "میڈی ازم" میرے لیے یہ تھا تو نہایت عجیب۔ بہر حال میں نے وہ میچ کر دیا۔ جب رزلٹ آیا تو میری پہلی پوزیشن تھی۔ میں نے شوٹی کا کھلے رکھنے پر قبلہ انصاری کو بتایا تو انہوں نے فرمایا "ہاں بھئی بسا اوقات مرشد کا حکم میرے دل کا قتل ہو جاتا ہے"

قبلہ محمد صدیقی ڈرامہ حب لپے چند ساتھیوں کے ساتھ پرائیویٹ طور پر F A کے امتحان کی تیاری کر رہے تھے۔ رزلٹ آنے پر ڈرامہ حب کے نمبر سب ساتھیوں سے زیادہ تھے۔ دوسرے ساتھی حیران تھے کہ بھئی ڈرامہ حب پر اعلیٰ کوام سب سے بہت کم و انت بہا کرتے تھے عجیب بات ہے کہ ہم سے نہیں زیادہ ہیں۔ ڈرامہ حب نے ایک دفعہ مسکراتے ہوئے فرمایا "میرے دوستوں بٹے کے بعد دیگرے ایک بے نقاب پرس اور دوسرے پاک آرمی میں کیے شہد ہوئے تو یہ وہاں رکھا پرس اگلے پر نہیں۔"

ہفتہ دنوں کے بعد ہم چند دوستوں میں کھانا کھا کر بچانے خود بخود کی طور پر اپنی مرضی کا کھانا بنایا۔ اسے تھے اور خوب کھانا کرتے۔ کھانے کے اختتام پر ڈرامہ صاحب مجھے سٹر اپلے بھری مسکراہٹ کے ساتھ فرمایا کہ "تے پہلو ان جی اور کھانا" میرے دوستوں کو دیکھنا چاہتا ہو گا کہ ڈرامہ صاحب کو مرغن کھانا یا پسند تھا اکثر اوقات عصر کے وقت چائے کے دوران ہم دوستوں میں بیٹھوں گا اور بھی چلتا تھا۔ ان میں سے چند ایک پور ہیں۔

ایک سردار جی کو جوڑے لے گھیر لیا۔ سچائے کسی علاج معالجے کے سردار جی اپنے کپڑے اتار کر ان کو ان کرتے اور دیکھ رہے تھے۔ دوستوں نے مشورہ دیا سردار جی آپ انکا کوئی علاج کریں۔ یہ سس ڈائٹ چمٹ سنے سے جوڑے کا خاتمہ کسے ہو گا۔ سردار جی نے جواب دیا۔ میں انکو ایسی طرح وہ ڈاؤن ڈرائی دے گا۔ وہ بی بی وغیرہ کی کوئی ضرورت نہیں۔

ایک سردار جی صرف اور صرف چھال (ٹیکر) پہنے پیری کے درخت پر چڑھ کر کھیر کھا رہے تھے جی راغبیر نے پوچھا سردار جی کیا ہو رہا ہے۔ جواب میں سردار صاحب نے لگے "تو کھانا کھا رہا ہے"

میں رہ گئی میں دلی تو شوق ہیں ایک کھانے کا اور سہرا پہنے کا۔“

سردی کا موسم تھا سب لوگ اپنے بے گھروں میں دھبے سوزے تھے۔ اچانک ایک گھر سے شورا تھا (گھر میراثی کا تھا) چند ایک پڑوسی نہ کورہ میراثی کے گھر پہنچے اور نیریت دریا قنٹ کرتے ہوئے پوچھا۔ میں کیا ہو؟ یہ (بڑا لاشارہ کیا تھا) میراثی جواب دیتا ہے۔ نہیں جی کوئی خاص بات نہیں۔ بس رضائی کا رو، تھا جو ہم نے اپنے اوپر اوڑھ رکھی تھی۔ چور پٹی طرف کھینچ رہا تھا اور ہم پٹی طرف، چور چونکہ طاقتور تھا، رضائی لے گیا۔ بس رضائی کا حق روا تھا۔ اب وہ ختم ہو گیا ہے۔ بس اسی طرح کے اور بھی بہت سارے بیٹھے ہو کر تھے۔ اس وقت ان دوستوں کی محفل خوب جمتی تھی۔

میری "ار صاحب" سے ملاقات (ٹیلیفون پر) بعد، جمعرات بروز۔۔۔۔۔ جولائی 2013 کو کوئی میرے ایک دوست جو کیڑے دن کاں رہتے ہیں۔ میں اٹنی دکان پر بیٹھ گیا شب میں مصروف تھا۔ وہ دوست سا، رداے برزگوں، جناب حرکت ملی صاحب کامریہ ہے۔ مجھے کہتا ہے کہ ڈاکٹر صاحب مجھے بڑا اشتیاق ہے۔ میں کئی وقت آپ کے برزگوں سے ملاقات کروں میں نے اس کے شوق کے۔ نظریاتی وقت قبیلہ اربع حب گوفا کیا اور ملاقات کے لیے درخواست کی۔ آپ نے فرمایا کہ چھٹا میری طبیعت یہ وہ ذرا اب سے ملنا مجھے کوئی انوالڈ آئے سے منع فرما دیا۔ میرا وہ دوست بھی کافی حسرت بھرے انداز میں معنوم واکند ملاقات سے محروم رہا 1970 سے لیکر 2013 تک یہ تقریباً ۴۳ سال کا عرصہ بنتا ہے۔ 1970 میں آپ کے چہرے مبارک پر اڑھی نہیں ہو رہی تھی۔ آپ کے پانے ساتھیوں سے یہ سرورنوب لیا ہو گا۔ آپ کی جوانی کے چہرے اور بڑھاپے کے چہرے میں جو تبدیلی نظر آتی تھی، وہ صرف سفید ریش کے علاوہ کوئی نہیں تھی۔ آپ کے چہرے مبارک پر اس بڑھاپے میں بھی کسی قسم کی کوئی (winkle) جھری وغیرہ نہیں تھی۔

جناب قبلہ پیر و مرشد محمد صدیق ڈار کی یادیں

عبدالرشید سہمی (ڈاکٹر)

مذہب راقی سے چشم حسرت امل چس ماہمہ رہتے ہیں سر پہ ریدہ چہ رخس
تب نہیں ہوتا ہے پیر اک نخل گلبدن ہر پیر اندر ڈر اس پیراوس غار کرن

سہ ماہ سال بیت گئے مگر کوئی کامل مرشد ندل سکا محبت کے پیاسے نے بہت سارے
امل تصوف کے دروازے کھٹکھٹائے مگر روح کی پیاس کچھ لے والہ نہ ملا اس طرح زندگی کی گھڑی
گزرتی گئی۔ میں چونکہ دفتر شائقی ٹارڈ کوچہ انوالہ میں کیشیر کی پوسٹ پر کام کرتا تھا اس ضمن
میں اکثر اسٹریٹ اکاؤنٹس آفس کوچہ انوالہ آنا جانا ہوتا تھا۔ یہ تو اللہ کی مخلوق مجھ کو ہم سب سے
پیارا و راغلاقی سے ملتے تھے مگر محمد شفیع صاحب جو کہ وقت فریہ میں سیر ڈیڑھ گھنٹے میرا اب سے بہت
سی پیار تھا۔ دھرف نامہ کے شائق نہیں تھے بلکہ وہ نامہ نے اخلاقی اور محبت کوٹ کوٹ کر اس
میں بھر رکھی تھی وہ بات چیت میں محسوس کرتے رہتے تھے نہ عبد الرشید سہمی محبت کے رستہ کا
مسافر ہے اس کو کسی مرد کامل کی ضرورت ہے۔ غالباً 1993 کی بات ہے وہ میرے پاس دفتر
آنے اور مجھے دعوت دی۔ سہمی صاحب آج آپ نے واپس ڈسک نہیں جہا رات ہمارے
مسند علیہ توحید کا سالانہ اجتماع شروع ہے اور آج رات قوالی کی محفل ہوگی ورہر آپ کی
مردہ کامل سے ملاقات بھی کروں میں گے۔ میں نے خوشی ان کی پیار بھری بات قبول کر لی مجھے ان
کے ساتھ ہی جھجھو ہولی پل کے پار ان کے بھائی کاغوثہ کل کا کارخانہ تھا اس میں اجتماع ہوتا
تھا میں بھی وہاں چلا گیا۔ ماحول میرے من کو بھی گیا رات کی پرفیکٹ گھڑیاں اقد و لبوں کی
سانسوں کی خوشبو ماحول کو بھرا کر رہی تھی۔ وہاں پر ہر فرد روحانی حسن ناظر ہوتا تھا۔ رات قوالی کی
محفل بھی بڑی پرفیکٹ ماحول تھا۔ دل کی دنیا بدلتی محسوس ہو رہی تھی صبح کی نماز کے وقت اعلان ہوا
کہ اس فجر کا وقت ہو گیا ہے پے و صونا زہر نہیں۔ اراں ہوئی قبلہ محمد صدیق ڈار صاحب نے

ماز پڑھائی اس کے بعد شفیق صاحب صاحب میر ہاتھ پکڑ کر مجھے ڈار صاحب کے پاس لے گئے ڈار صاحب مجھے ایپ ملے کے ملنے ہی گئے، ایپ محسوس ہوا کہ ان کی شخصیت میرے دل میں گھر کر گئی سے خان صاحب نے میرا تعارف کروایا کہ ساقی صاحب دفتر سماجی کارڈ کو تیار اٹوالہ میں مہول کرتے ہیں۔ دیر آہن ہیں اور سندھ عشق سے غفلت میں ڈار صاحب گراما نے گئے فقیرن شعبی دیر ورنیہ متدائنوں کا ہے اس میں بنالوں کی گنجائش نہیں ہے فرما لے گئے ہمیں ساقی صاحب بڑا سچے لگے ہیں۔ ان سے تیار ہو گیا ہے۔ یہ الفاظ ڈار صاحب نے کہے تو میرے دل نے تصدیق کر دی کہ یہ کیفیت دونوں طرف سے ہوئی ہے۔ میں اس کیف کی بے خودی میں کہہ اٹھا۔

مدت کے بیسوس کچھ ایک ہی عام ساقی یہ میری سنگدل دیر ہے

میری زبان سے شعر کا ادا ہوتا تھا کہ ساقی نے میخانہ کے سامنے دروازے کھول دیے لڑاے لگے ساقی صاحب! آپ ایک عام کی بات کرتے ہیں ہم مٹوں کے مٹ پلا دیں گے آپ دونوں ہاتھ کھڑے کر دیں گے کہ بل کرو مگر ہم چلاتے جائیں گے۔ اور پھر ایپ ہی ہوا اور ہو رہا ہے میاں محمد بخش صاحب آپ کھڑی شریف گراما تے ہیں

مروٹے لے مرش کو اے لو گن اے گن کر دا کال میر محمد بنو اعل بناون پتھر دا

قبلہ میر محمد ڈار صاحب نے اس کچھڑ بھرے انسان کے ساتھ اتنا بیا کر کیا ہے کہ ملک تحریر میں نہیں، اسلٹا ایک مرتبہ پیارے دوست شیخ محمد اکرم صاحب کے دفتر میں محفل علی دینی تھی تو قلم ڈار صاحب گراما نے لگے ساقی صاحب ہا کی ٹیم کے جہٹل ہیں یہ اللہ والوں کے پاس محبت ن اسکی بوٹی ہوتی ہے جس کو لگاتے ہیں اس کو روشن کر دیتے ہیں ڈار صاحب گراما مرستے تھے غیرت فقیر کا زیور ہوتی ہے سوال کم سے کم یا کرو رہا وہ سوال کرے سے خودی کر رہا وہ ساقی ہے

عشق ہے اک نکتہ گراما یہ ہر دلوں کو عطا نہیں ہوتی

من کی دولت جیسے میسر ہو اس کی ہستی فنا نہیں ہوتی

قبلہ ارمہ صاحب میں اللہ تعالیٰ نے بے پناہ خوبیوں کا جمع کر رکھی تھیں آپ جہاں بڑے
رم مزاج تھے، وہیں بہترین منتظم بھی تھے۔ مئی 1998 میں والد محترم بدمینائی انکیشن میں بنگلور کنسلٹر
حضرے ہوئے۔ متقاعد ہوا کئے دارتھ حلقہ کی تمام بڑی شخصیات ہمارے مخاطبت کر رہی تھیں
۱۹ مئی 1998 کو انکیشن تھا۔ لہذا میں یکم مئی 1998 امر ز تعمیر ملت پر قبیلہ ارمہ صاحب سے دعا
کر ۱۰ گئے تھے۔ ابھی بات شروع ہی کی تھی کہ ارمہ صاحب گڑبگڑے گئے۔ سہی صاحب رسد کعبہ کی
قسم آپ کو سیت الٹ کر دی۔ دونوں طرف سے انکیشن چیتنے کے سہارے چلتے گئے گئے۔ میں نے
۱۹ دن کی سے ۱۹ مئی نہیں مانگا۔ میرے چچا راہ مجھ سے نفاذ کئے کہ یہاں لوگوں سے دفتوں
کا کہہ کر اس دس فرشتوں نے دوسرے ٹولے۔ میں یہ دیکھتا تھا کہ فقیر کی دعا سے ہماری
کنسلٹر سیت کفر ہو چکی ہے۔ ارمہ صاحب گڑبگڑا کرتے تھے سہی صاحب اللہ کی مرضی کے بغیر
تو بخیر اور رسول بھی بات نہیں کرتے تھے ہم فقیروں کی بات کہتے تھے۔ ہم بھی جہاں سے کرتے
ہیں اللہ تعالیٰ کی مرضی سے کرتے ہیں۔ جہاں سے بات پر قابو نہیں پا رہا ہوں ایک مرتبہ ہماری زمین کا
کیس ریویو ہو رہا، سور میں چل رہا تھا عالم آباد کی بات سے میں نے قبیلہ ارمہ صاحب سے دعا
کی کہ یہاں کو فرمائے گئے سہی صاحب دعا کر دی ہے ایک پیٹ کتابوں کا ممبر بورڈ اور بورڈ کو دے دینا
میں نے کتابوں کا پیٹ ہر چور پیٹ رج صاحب کو پہنچا دیا۔ ریڈ صاحب کہنے لگے سہی صاحب
آپ کے مخالفوں نے چیف جسٹس ہائی کورٹ خواجہ شریف سے تمہارے خلاف سازش کروائی
ہے۔ میں نے فوراً کہہ دیا ریڈ صاحب میرے پاس دنیا کی سب سے بڑی سفارش ہے اور وہ
یہ کہہ کر تعلق اس پاری تعالیٰ سے ہے کہ آپ ہماری چارہ سازی کرے گا اور نقصان تالی کیس
ہمارے حق میں ہو گیا۔ مخالفین کا ہوتا تھا کہ ہم قابل تعمیر مس۔ لیکن جو تیرے فقیر ہوتے مس آدمی
سے نظیر ہوتے ہیں۔ اللہ باجاء ارمہ صاحب پر کرامت کرے رحمتیں ماز فرمائے اور سب کی
ساری سس کی اللہ بخیر فرمائے آمین۔ اور سو ہو وہ شیخ مسد قبیلہ محمد یعقوب صاحبہ خطہ اور ان
کے تمام قبیلہ پر اللہ تعالیٰ فضل و برکت فرمائے آمین

کردار کے غازی

مسائره گل (بدو کمی)

اخلاق سے اصولوں کا مجموعہ ہے جن کے ذریعے سمجھ اور برے، صحیح اور غلط، حق اور بائیں میں تمیز کی جاتی ہے۔ دوسرے لفظوں میں جہ علم بھلوں اور برائی کی حقیقت کو غلط کر کے افسانوں کو آہن میں کس طرح معاند سما چاہیے اس کی بنیاد پر علم اخلاق کہلاتا ہے۔

تاریخ اسلام کے مطالعہ سے پتہ چلتا ہے۔ مسندوں کی پیروی قدس سرہ کے مخصوص احادیث کی اخلاقیات حشر سے ہی متاثر ہو کر دہ اسلام میں داخل ہوئی تعلیمات و عقائد کو بعد میں سمجھا دیا اور رقی تعالیٰ ہے۔

”ہم نے آپ کو مزاج بنایا مگر آپ ﷺ صحت مزاج ہوئے تو وہ (نیک) آپ کے گرد نہ بٹھرتے“
براں کا جواب بھلائی سے دینا اور گالی کا جواب دُعا سے دینا، معاف کرنا اور گزر کرنا اخلاق نبوی ﷺ میں سے ہے۔ مخصوص احادیث نے ارشاد فرمایا۔

”وَرَجَحَهُ“ ”مجھے مکارم اخلاق میں تکمیل کے لیے بھیجا گیا ہے۔“

اور فرمایا۔ ”تم میں سے بہترین وہ شخص ہے جس کا اخلاق اچھے“۔

اسی کام کو اچھے انداز میں کرنا اچھا اخلاق اور نہ سائنڈ ٹرین کہنا نیک اخلاق ہوتا ہے۔
”قائے عالم جبرائیل ﷺ نے ہر کام کو اچھے اور بہترین انداز میں کرنے کا طریقہ بتادیا۔ نبی پاک ﷺ کی معاشی، معاشرتی اور خانگی زندگی اس کا منہ بولتا ثبوت ہے۔“

وہ حاضر میں بہت سے افراد کا یہ وقت ہے کہ اگر کسی سے ہمارے ساتھ برائی کی توقع ہو اس کے ساتھ اچھا کیوں کریں۔ کسی نے ہمارا نقصان دیا تو ہم بھی اس کو فائدہ کیوں پہنچا دیں حالانکہ ہماری طبیعت نہ وہ اخلاق نبوی ﷺ کے بالکل برعکس ہے۔ نبی کریم ﷺ کی حیات طیبہ

کوہ اور ارشد تقسیم کیا جاتا ہے۔ (۱) نبوت سے پہلے تا ۱۲) نبوت کے بعد تا دور
لیکن اس دور میں، خدائی اعتبار سے کون تصاویریں پایا جاتا۔ نبی کریم ﷺ نے چالیس
سال کی عمر میں اعلان نبوت فرمایا اور ﷺ کو عقائد اسلام و تفسیر اسلام سے آگاہ کیا گیا
اور ان کے پرچہ برکات حکم دیا گیا۔ لیکن مدت نبوت سے پہلے کے ۳۹ سال جو آپ نے عرب کے جاہل
عصر میں گزاریے تھے وہ آپ کی تبلیغ میں معطل ثابت ہوئے۔ کیونکہ آپ ﷺ نے نبوت
سے پہلے بھی صادق و راہین کے لقب سے مشہور تھے۔ مکہ کے تمام قبائل آپ کے احوال و کردار
کے مرید رہتے تھے۔ آپ ﷺ نے اعلان نبوت سے قبل بھی ایک کامیاب معشرتی زندگی گزاری۔
عرب کے جاہل معشرے میں تمام اخلاقی و معاشرتی برائیاں بوجہ اتم موجود تھیں لیکن
نبی کریم ﷺ نے ان میں رد و مکارم اخلاقی و حکمی کی ہم مسدود ہونے کے لیے صرف
عقائد اسلام پر زور دیا۔ تو حیدر، نذر، روزہ، زکوٰۃ اور حج پر عمل کرتے ہیں۔ لیکن اس کے
بہل پر وہ موجود احوال قیامت کے محرک کو نظر انداز کر دیتے ہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ جب تک ہم خدائی
اعتبار سے بہتر انسان نہ بنیں گے تو ہم فرائض بھی اچھے طریقے سے ادا نہ کر سکیں گے۔
کیونکہ تفسیر اسلام کا خلاصہ یہ ہے کہ ایک اچھا انسان شاعری ایک اچھا مسلمان بن سکتا ہے
غایت نظر کے بھی غصے سے ہمارے معاشرے میں درجہ اول کمزور پائی جاتی ہیں۔

☆ بات بات پر جھوٹ بولنا

☆ چغلی کرنا، بھروسے کے عیب بڑھ کرنا

☆ قویہ اشتہار کی کمی

☆ قربت اور حق کے حقوق ادا نہ کرنا

☆ بے فرائض کو اچھے طریقے سے ادا نہ کرنا، معاشرے کی زندگی میں عدم دلچسپی۔

☆ ریاستی ذمہ داریوں میں عدم دلچسپی مثلاً ٹیکس ادا نہ کرنا، ووٹ کا صحیح استعمال

تجارت میں مدد دیا سی

نبی کریم ﷺ کی حیات طیبہ: قزوین ادنیٰ کے رہنے میں بھی مسکن تاتہاں پیچوں
اس کی ایمان داری تھی۔ لیکن اس خصوصاً مسلمان تاجر۔ ”کانہ رائی ہے ایمانی درجہ سے اپنی
کاروباری حیثیت کھچتے ہیں۔ جبکہ اشاعت اسلام میں مسکن تاتہاں کا بہت بڑا حصہ ہے۔
مسکن تاتہاں یا میں جہاں بھی جاتے اپنے اخلاق سے اغیار کا دوسوہیتے تھے۔
حضرت نبی کریم ﷺ نے فرمایا: جس شخص میں یہ چار باتیں ہوں گی وہ ہاں لیں ہاتھ ہوگا۔

1 جب اپنے پاس امانت رکھی جائے تو وہینت نہ کرے۔

2 جب بات نہ تو جھوٹ نہ لے

3 جب مہم نہ تو مہم نہ پائند نہ کرے۔

4 جب لڑتے لگا لپا دے۔

اس تمام باتوں کا تعلق ہماری معاشرتی زندگی سے ہے۔ ہمارے عقائد سے نہیں۔
آقائے ہجرت ﷺ نے معاشرتی زندگی کو اتنی اہمیت دی کہ معاشرتی حقوق ادا نہ کرنے والے کو
مناظر قرار دیا۔ لیکن ہمارا مسئلہ یہ ہے کہ ہمارے عقائد سے شروع ہو کر عقائد پر ہی ختم ہو جاتا
ہے۔ جبکہ نبی پاک ﷺ کی حیات طیبہ جو حقیقت کا بہترین نمونہ ہے۔ ضرورت اس امر سے
کہ ہم اچھے انسان بنیں اگر ہم اس کوشش میں کامیاب ہوئے تو اچھے مسکن تاتہاں بھی بن جائیں گے
۔ اپنی اصلاح کا شمار اپنی معاشرتی زندگی سے کیا جائے۔ لیکن ہمارے اخلاق کتنا ہی
کارے عوام کی زندگی میں بنتے ہیں۔

ہمیں چاہیے کہ ہم اپنے اخلاق کو درست اور مثالی بنائیں اور ہمارے عوام کی پیشہ
لی کوشش کریں۔ لیکن ہمارا کاغذی ہی نظام کا سچا مہم ہے۔

محبت و معیت

(افادات از خطبات قاری محمد طیبؒ ترتیب قاری محمد اویس)

حقیقت ایمانیہ ایہاں کی حقیقت محبت ہے۔ اگر اللہ کی محبت کامل ہے تو کہیں گے کہ اس کا ایمان کامل ہے اور نبی کریم ﷺ کی محبت دل میں رچ گئی ہے تو کہیں گے کہ ایہاں چل گیا۔ ان سے قرآن کریم میں فرمایا گیا ہے:

وَالَّذِينَ آمَنُوا أَشَدُّ حُبًّا لِلَّهِ (البقرہ: ۱۶۵)

”جو لوگ ایمان لائے ہیں، اس میں اللہ کی محبت اور عشق سرایت لئے ہوئے ہے۔“
اگر عشق، محبت نہ ہوتا تو ایمان کبھی نہ آتا۔ اگر نبی کریم ﷺ پر ایمان لائے تو اس کا مطلب یہ ہے کہ دل کے رگ، پے میں حضور ﷺ کی محبت بس گئی ہے، ورنہ اللہ کی محبت ہم گئی ہے۔

محبت و حقیقت ایمان کا دوسرا نام ہے، ایہاں نہیں، محبت نہیں، محبت نہیں تو ایمان نہیں۔ اصل چیز اللہ اور رسول ﷺ کی محبت ہے۔ یہی چیز ایمان بناتی ہے اور یہی اعتقاد، کلام ربی ہے۔ اس کو نبی کریم ﷺ نے فرمایا: لَا يُؤْمِنُ حَتَّىٰ أَكُونَ أَحِبًّا إِلَيْهِ مِنْ وَلَدِهِ وَوَلَدِهِ وَالنَّاسِ جَمْعِينَ

تو جملہ تم میں کوئی بھی اس وقت تک کامل مومن نہیں، نہ لکھا جب تک قلب میں میری اتنی محبت نہ ہو کہ اس کو اتنی نہ اپنے مال و پوتے اور نہ اولاد سے محبت ہو اور نہ کسی اور سے۔“
غیر حسب نبی کے یہاں کامل نہیں ہوتا۔

آثار ایمانیہ: خلاصہ اس فیہ ہے کہ ایک طرف تو اسے اولاد کی محبت، ایک طرف اللہ اور رسول اللہ ﷺ کی محبت، جب نکرا جائے تو اللہ اور رسول ﷺ کی محبت کو اختیار کرے اور اولاد کی محبت چھوڑ دے۔ یہ ہمارا امت ہوگی نہ اتنی رسول اللہ ﷺ کی محبت ہو جو وہ بگڑی نے اور ادھر

محبت کا اختیار کیا اور رسول اللہ ﷺ کی محبت کو چھوڑ دیا تو کہا جائے گا کہ رسول سے محبت نہیں بلکہ اولاد سے محبت ہے تو ٹکراؤ سے بچ چلا ہے نہ کوئی محبت غالب ہے۔ مثلاً آپ خاف میں آرام سے پڑے ہوئے ہیں، بیڑی ٹوٹ گئی اور بیٹھی بیڈ آرہی ہے اور اس دوران موؤن نے آواز دی حسیٰ علی الصلوٰۃ حیٰ علی الفلاح ”بھڑوئمڑ کی طرف، دوڑو کامیابی کی طرف“ آپ سے بیک نہیں ہراتا، ہمیں لگے کہ نفس کی محبت غالب ہے اور اگر آرام چھوڑ کر بھڑے ہوئے مہم کیا اور مسجد میں گئے مگر یہ بھی تو ہمیں لگے کہ اللہ اور اس کے رسول کی محبت غالب ہے۔ تو ٹکراؤ کے وقت آدمی حد حرام تک ہوتا ہے اسی طرف کی محبت کا حکم لگایا جاتا ہے۔

ایمان جب کسی کے دل میں گھر کر جاتا ہے اور محبت غالب آجاتی ہے تو بچے آپ کو اس محبت کے بدلے لڑ، سخت مر دیتا ہے۔ پھر محبوب بن جاتا ہے اس سے محبت ہو جاتی ہے، اس کے متاع میں نہ دل سے رہتی ہے اور نہ مال باپ کی محبت کوئی حیثیت رکھتی ہے۔ سب کی محبتیں ختم ہو جاتی ہیں اور ایک ہی محبت غالب آتی ہے۔ مہیہ کرامت سے ہجرت میں کہیں، حیدر آباد چھوڑیں تو رہیں رک نہیں، یہ سب رسول ﷺ کی محبت کا نتیجہ تھا۔ ان چیزوں کی کوئی پروا نہ تھی، اس لئے کہ رسول ﷺ کی محبت غالب تھی

پہلے حق نبی کریم ﷺ کا یہ ہے۔ محبت ہو، محبت نہیں تو ایمان نہیں، یہ نہیں تو پھر اسلام نہیں، کوئی دنیاوی چیز محبت ہے، اس لئے محبت پر رادو ہو گیا ہے۔ یہی مہیہ کرامت کا طریق تھا اور یہی بعد میں اہل اللہ کا طریق رہا۔ یہ قاعدے کی بات ہے کہ جس شخص کی محبت غالب ہوتی ہے تو اس کی ساری باتیں محبوب بن جاتی ہیں۔ اس کا چلن پھرنا بھی محبوب بن جاتا ہے اور اس کا لکس بھی محبت بن جاتا ہے اور اس کا رونا چاہی بھی محبت بن جاتا ہے۔ فقہاء محبوب سے محبت نہیں ہوتی بلکہ اس کے نام سے جو چیز منسوب ہو جاتی ہے، اس سے بھی محبت ہو جاتی ہے۔ کسی نے مجھوں کو دیکھا کہ بٹلی کے مکالوں کی اینٹ اینٹ کو چومتا پھر رہا ہے، یہی لے کہا۔ اصل تو یہ کیا کر رہا ہے ان اینٹوں کو چومے سے یہ فائدہ ہے؟ اس نے جواب دیا کہ

میں سب کے مکان سے گزر رہا ہوں تو کبھی اس دیوار کو چومتا ہوں اور کبھی اس اسٹ کو چومتا ہوں۔ وہ اس لئے کہ مجھے اینٹوں سے محبت آئی ہے جو اینٹوں میں بیٹھی ہوئی ہے اس سے محبت ہے اس کی پیادہ سے اس اینٹوں سے محبت ہو گئی ہے، اس کے لئے سے محبت ہو گئی ہے۔ جب ان سے محبت ہوتی ہے تو ایک محبوب ہی سے نہیں ہوں بلکہ جو چیز اس کے نام سے لگ جاتی ہے وہ بھی محبوب بن جاتی ہے ان طرح آپ کا حضور ﷺ سے محبت ہے تو گنبد خضراء بھی محبوب ہو گا بعد اس کی یہ بات بھی صوابت ہے۔ سمجھتے ہیں کہ اگر ایک گنبد گنبد پر پرچا ہے تو وہ پناہ آخرت کی سعادت مل جائیگی۔

انہی سنت بھی محبت کا اثر ہے، اگر محبت سے تو انہی سنت اختیار کرے گا، رہے نہیں۔ محبت ہی وہ رتی سے نہی اور ﷺ کی سنتوں کی پیروی کرنے پر کہ جس طرح بیٹھ کر کھاتے تھے ان طرح بیٹھ رکھنا کھانے وغیرہ اس چیزوں سے تمام سنت کا جذبہ غالب ہو جائے گا۔ اگر حضور ﷺ سے محبت کا جذبہ غالب ہو گا تو سنت کی پیروی سے محبت ہوگی۔ چونکہ محبوب ذات محبوب ہے اور جب ذات محبوب ہے تو ذات کی بھی محبوب ہوگی۔ آپ کا طرزِ مسامحہ و کلام بھی محبوب ہو گا ہر چیز محبت کے پیچھے آتی چلی گئی، اس کا نام اتباع سنت ہے کہ ہر شعبہ میں سرکارِ بود عالم ﷺ کے ہر عمل اور فعال کی پیروی ہو، اس میں خیر و برکت ہے

اصل چیز محبت ہے ہر محبت سے ایسا ملتا ہے پھر اس بات کی پیروی سے اعمال پھر انسان کی زندگی بنتی ہے۔ محبت سے ہی سہارا کا مچلتا ہے۔ یہی اس محبت میں مناسب بھی جھیلتا ہے۔ کلیں بھی اٹھاتا ہے مگر اللہ و رسول ﷺ کی محبت غالب ہے یہ وہ نہیں کی چیز کی۔ اہل اللہ میں خاتمہ میں بھی گئے مگر انہیں پر انہیں ہوتی۔ چونکہ تعلق مع اللہ قوی ہے۔ فقرہ قاتل مگر انہیں پر انہیں بھی نہیں، اس لئے کہ دل میں تعلق موجود ہے۔ قلب مطمئن ہے اگر گریہ کا تعلق اللہ سے نہ ہو تو نہایت ہمیشہ اس دل رہے گا۔

در محبت تمہا میرا بود

یعنی محبت میں تمہیں بھی شیریں مل جاتی ہیں چونکہ آدھی کھو عیاں محبوب کی طرف رہتا ہے

تکلیفوں کی طرف نہیں رہتا اس لئے وہ شریعت میں ہو جاتی ہیں اور محبت میں ہر آدمی محبوب میں جاتی ہے۔ بنیاد کی چیز محبت ہے اور محبت کا طرف دل ہے۔ جب دوس میں اللہ اور رسول ﷺ کی محبت آجائی تو ہاتھ پاؤں پر بھی اس کے اثرات ظاہر ہوں گے اور اعمال صحیحی صادر ہو گئے اور اگر دوس میں محبت نہیں تو ایمان بے گاہہ و رشا عمل نہیں گئے اس لئے ہمیں نام کا مسلمان نہیں ہونا چاہیے، دل میں محبت رہی ہو اور ہاتھ پاؤں عمل میں ایسا ہوں یہی عمل شہادت دے گا ایمان ایک حیر سے جواہر چھٹی ہوئی ہے۔ لیکن عمل ہی محبت کی علامت ہے، جس سے معلوم ہو جاتا ہے کہ دل میں محبت ہے یا نہیں۔

حضور نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا "جو مجھ سے محبت کرے گا وہ میری اطاعت بھی کرے گا" میری سنتوں کی پیروی بھی کرے گا وہ میرے ساتھ جنت میں میرے سے الگ نہیں رہے گا۔ (کسر العمال) آپ ﷺ نے بھی محبت کو نہایت اہم قرار دیا ہے نہ مجھ سے محبت کرنا عداوت ہے اس بات کی نہ وہ میری اطاعت کر رہا ہے اور میری اطاعت کرنا عداوت ہے، اس بات کی نہ وہ جنت میں میرا رفیق ہوگا۔

حضور ﷺ ارشاد فرماتے ہیں: تم میں سے کوئی شخص مومن کامل نہیں ہو سکتا اس وقت تک جب تک اس کی خواہشات نفس میری لائی ہوئی شریعت کے تابع نہ ہو جائیں، ایک طرف شریعت ہے اور ایک طرف خواہشات نفس ہے۔ اگر خواہشات نفس کو ترجیح دی تو معلوم ہو کہ خواہشات کا بندہ ہے، اللہ تعالیٰ کا بندہ نہیں ہے، کیوں نہ اس نے اپنی مرضی کو ترجیح دی اللہ کی مرضی پر اس لئے یہ خواہشات نفس اور وہ اسے نفس کا تابع ہے، اگر اللہ کی مرضی کے تابع ہوتا تو اسی کو ترجیح دیتا اس لئے فرمایا وہ مومن کامل نہیں۔ حضور ﷺ نے لائی ہوئی شریعت کا تابع ہونا چاہیے۔ جو کچھ کہنا اجازت میں کرے نہ نہ پڑا اٹھو تو اجازت میں پڑا اٹھو نہ نہ دیکھو تو اجازت سے، سوئے تو اجازت سے، جا گئے تو اجازت سے، کھائے پیئے تو اجازت میں کو یہ پوری زندگی پر اجازت چھانے، جب ہی اس کے ایمان میں کہہ کر 7 نے گا "ماں کا مومن کامل میں گئے

تصوف: مثبت اور منفی پہلو

(وحید الدین خان)

مسلمانوں اور غیر مسلموں کے درمیان باہمی محبت کا دورہ سے کیے بغیر اسلام کے بارے میں غلط فہمیوں کو دور کرنے میں صحیح فہم و رست سے رہا اسلام کے روحانی اور انسانی پہلو کو رہا وہ سے رہا وہ نہیں کیا جائے۔ اسلام کے ایسی روحانی پہلو کا وہ سرنام تصوف ہے۔

تصوف یا صوفی کا لفظ شروع صوفیوں نے اپنے لئے وضع نہیں کیا، مگر ان غائب ہے کہ وہ اول میں مادی پستی اور سبب طبعی سے الگ ہو کر چھ لاکھوں نے وحانیت پر قدرت پسند وانی زندگی اختیار کی۔ یہ لوگ اپنی سادگی کے تحت اُن (صوفی) سے بہت زیادہ کپڑاؤں سے شغف رکھتے تھے۔ انہوں نے ایسے لوگوں کو صوفی (صوفی) کہنا شروع کر دیا۔ پھر اس سے تصوف بن گیا۔ یعنی صوفیہ زندگی، مختار کرنا۔ اس طرح دوسروں کے پکارنے کی وجہ سے اس طبقہ کے لئے صوفی یا تصوف کا لفظ استعمال ہونے لگا۔

اسلام کا اصل مقصد بندے کو اس کے رب سے جوڑنا ہے۔ اس کا پچاس فیصد تعلق خارجی شریعت سے اور بقیہ 50 فیصد کا تعلق آدمی کی خود اپنی باطنی طلب سے۔ شریعت یہ ابتدائی کام کرتی ہے کہ وہ بیرونی فریم ورک وضع کر کے ہمیں دے دیتی ہے تاکہ حق کا مسافر بھٹکاؤ سے بچے، وہ اسے اپنا سفر طے کر سکے۔ مگر معرفت، وہی تعالیٰ تعلق بالہد کے گلے مراعل کا ماسٹر ماسٹر آدمی و خود اپنی فطری استعداد اور روحانی طلب پر ہوتا ہے۔ حقیقی فطری طلب اتنی ہی زیادہ ترقی۔

مثلاً قرآن اللہ کی کتاب ہے۔ اس کا ابتدائی علم ہمیں ہی مقرر ہے وہی سے ہوتا ہے۔ مگر جب ہم قرآن کو فہم و مدہ کے ساتھ پڑھتے ہیں تو ہماری اندرونی بصیرت خود یہ کوامی دینے لگتی ہے کہ فی الواقع یہ اللہ کی کتاب ہے نہ کہ کسی انسان کی کتاب۔ اس قرآن کا کتاب الہی ہونا ہمارے لئے صرف ایک ذرا کا عقیدہ نہیں رہتا بلکہ ایک انجانی ذاتی علم بن جاتا ہے۔

یہی معاملہ پوری شریعت کا ہے۔ یہی ہمیں عبادت کی تعلیم دیتا ہے اور ہم راہِ راستہ کا طریقہ بتاتا ہے۔ اس کے بعد جب ہم نماز میں مشغول ہوتے ہیں تو یہ محسوس ہوتا ہے کہ روحِ اصغر خود راجِ اکبر سے نفی ہے کی سطح پر متصل ہو گئی ہے۔ اس وقت ہمارے لئے صرف ایک تخلیقِ عبادت نہیں رہتی بلکہ فطری دریافت کی ایک چیز بن جاتی ہے۔ اس کا کوئی ناکارہ کھانا چاہئے یہ بات ابداء ہمیں نبی کریم ﷺ کی زبان مبارک سے مستحکم ہوتی ہے۔ مگر جب ہم اگر الٹی میں اپنے آپ کو مشغول کرتے ہیں تو اس وقت ہمیں ایک قسم کے روحانی سفر کا تجربہ ہوتا ہے۔ ہم مدد اور اللہ کے درمیان کے تمام ظاہری بچاوت اٹھ جاتے ہیں اور ایسا محسوس ہونے لگتا ہے کہ اگر نہ تو کسی قدر میں شخصیت کو محض لفظی طور پر چاہیں کر رہا ہے بلکہ اپنے رب کے حضور پہنچ کر رہا اور سب اس سے ہم نظام ہونے کا تجربہ کر رہا ہے۔

یہی اس پوری شریعت کا حال ہے۔ ابتدا فی طور پر یہ شریعت ایک خاموشی کی حیثیت رکھتی ہے۔ مگر جب ایک سچا بندہ اس کو اپنی طور پر اپنی زندگی میں اختیار کرتا ہے تو وہ حیرت انگیز طور پر پاتا ہے کہ جو چیز پہلے ایک خارجی چیز تھی وہ اب اس کے لئے ذاتی معرفت بن گئی ہے۔ مددگار اور ہمارے ہر سکور ہم کے حقیقتیں نے بھی اس میدان میں بہت کام کیا ہے۔ انہوں نے انسانی زندگی کے دونوں پہلوؤں کو ایک دوسرے سے لگ کر دیا۔ ایک طرف مختلف قسم کے عالمی اور سیاسی نظام وجود میں آئے جو خارجی مضمون پر مبنی تھے۔ دوسری طرف مضمون پر مبنی اس پر پورے عالم پر جو جس نے حقیقت تک پہنچنے کے معاملہ کو تمام تر انسان کی ذاتی تلاش وغیرہ بنادیا اس کا نتیجہ ہوا کہ نظامِ طرز فکر داخلی ہو جائے۔ ہم خود کو گمراہی اور روحانی طور پر فکر کرنے کی راہ نکالتے ہیں۔

اسلام اس معاملہ میں انسان کو صحیح رہنمائی فراہم کرتا ہے۔ مسلمان کو وہ ایک طرف بنیادی نشانہ راہ دیتا ہے جو کوہِ صحتِ مقرر کی ضمانت ہے۔ دوسری طرف وہ اس کی فطرتِ سمجھ کو جگانا ہے جو ان نشانہ راہ کی اتباع کرتے ہوئے ہر اصولِ الہی اللہ کی آخری منزل تک پہنچ سکے۔

تھوڑی سی صحیح صورت میں دین کے نصفِ کافی کا نام لیا جاتا ہے اور وقت اس معاملہ میں دین کے

صف اول کا نمائندہ۔ ایک الگ دُنویں نام تمام ہیں، جس کا و سرانام اسلام ہے۔ آخر آج کل میں اللہ کو خوف و محبت دونوں کا سرچشمہ بتایا گیا ہے۔ تاہم صوفیاء نے یہ وہ ژور محبت کے پہلو پر دیا ہے مثلاً **يُحِبُّهُمْ وَيُحِبُّونَهُ (المائدہ ۵۴)** اللہ اس کو محبوب رکھتا ہے اور اللہ کو محبوب رکھتے ہیں۔ اللہ کی محبت کے پہلو پر ژور دینے کی گائیہ نتیجہ تھا کہ صوفیاء کے درمیان اس سوس سے محبت کا نظریہ ایک مطلق اصول کے طور پر پیدا ہوا۔ وفطرت کے بجائے حقیقت، حکم کے بجائے اس بکراہ کے بجائے مصالحت پر اثری حد تک ژور دینے لگے۔ اس کا یہ نظریہ انسانی معاشرہ کے نئے غیر معمولی رحمت ثابت ہوا۔ نتائج بتاتی ہے جس معاشرہ میں صوفیاء کا ژور ہوا وہاں انسانی لڑیاں بھی بچے پچھلے ہو گئیں۔ موجودہ دورہ میں عام انسانوں کو بھی جنگ کی نہیں ملکہ امن کی ضرورت ہے۔ ایسی طرح اسلام کے اس پہلو پر ہمیں ژور دینا چاہیے۔ صوفیاء کی یہی خصوصیت ہے جو ہر مذہب میں اسلام کے فروغ اور اشیاء محبت کا ذریعہ بنی۔ صوفیاء کے خلاق کی وجہ سے وہ ان کے قریب آئے لگے اس امر بت نے ان کو اسلام کی خصوصیت سے آشنا کر لیا۔ ان کی بڑی خداداد اسلام کی حویوں کو جہاں کرامت میں اشل ہو گئی۔ صوفیاء کے اس اخلاق کی وجہ سے اس کو بر خاصہ عام کا محبوب بنادیا۔ اپنے اور غیر سب اس کے یہاں آئے لگے معاشرہ میں امن و محبت کی قد میں اکثر دُش ہوئے لوگ ایک دوسرے کے ماتھل مل کر رہنے لگے۔ میرا محبت کے اس صوفی پھیلانے میں انسانوں اور غیر مسلموں کے درمیان قومی رقابت کو مٹ دیا۔ کوٹ مقتدل لقا، میں ایک دوسرے سے ملے لگے۔ اس خشتہ ط کے نتیجے میں فطری طور پر ایسا ہوا۔ اسلام کی خوبیاں سب کے لیے واضح ہونے لگیں۔ وہ جوق در جوق اسلام میں داخل ہو گئے۔ تھو ف کے متعلق ایک مادہ بھی یہ ہے نہ درک دیا کی حکیم دنا ہے۔ مگر جہاں تک حقیقی تھو ف کا تعلق ہے یہ درست نہیں۔

تصوف کا دوسرا پہلو تاریخ کا امید ہے کہ ہر چیز ابتدا و فطرت کی سطح پر شروع ہوتی ہے اور بعد میں علو، اتالی جاتی ہے۔ یہی تھو ف کے ساتھ بھی ہو۔ وہ راؤل کے صوفیاء فطرت کے اور

میں تھے مگر بعد کے صوفیاء نے غلو کیا۔ اسیوں نے تصوف پر اسلام کا رنگ غالب رکھنے کی بجائے خود اسلام پر تصوف کا رنگ غالب کرنا شروع کیا۔ اس طرح تصوف میں فائدے کے ساتھ کچھ نقصانات بھی شامل ہو گئے۔

اسلام بلاشبہ صوفیت کا مذہب ہے مگر اسلام کی صوفیت پوری انسانیت سے تڑپتی ہوئی ہے۔ وہ پورے انسان کی وجود و فضا پہنچنے والی ہے۔ مگر بعد کے زمانے میں تصوف کی جو صورت بنی، وہ انسان کی اصل حقیقت سے الگ ایک مستقل شعبہ بن گئی۔ یہ تصوف رنگ کی جیسے ایک ضمیر نہ بن گیا نہ زندگی کیلئے قوت محرکہ۔ جس زمانہ میں دنیا فطرت کا مطالعہ کر کے جدید و بر سر میں کو طبع و ریشہ ارضی تھی، اسی زمانہ میں مسلم قوم صوفیاء کے زیر اثر فطرت سے دور ہو کر کیش و رکاوٹوں میں اعکاف کو بے بوجھ بیٹھ گئیں۔ ایسی حالت میں اس کے موا کیا ہو سکتا تھا کہ وہ دوسرا میں دوسری قوموں سے بچھڑ جائیں۔ غلو و تمیز تصوف کے نتیجہ میں مسلم معاشرہ میں جو مزاج پیدا ہوا وہ ماضی مزاج کے بالکل برعکس تھا۔

ماضی مزاج آدمی کو تھا فائق خارجی کے مطالعہ کی طرف بے جاتا ہے۔ مگر اس تصوف نے آدمی کو صرف پر اسرار باطن کی طرف مروجہ کر دیا ہے۔ ماضی مزاج عقلمانی فکر پیدا کرتا ہے اور متصوفانہ مزاج آدمی کو ذاتی جمود میں مبتلا کرتا ہے۔ ماضی مزاج انسان کے اندر وہ پختہ و جدہ ہوتا ہے، وہ صوفیاء مزاج آدمی کو اپنے شیخ پر اعتماد کرنے اور اپنی عقل کے دروازے کھولنے کی کوشش نہ کرنے کا مزاج پیدا کرتا ہے۔

صوفیہ پر امام کے دور میں اس کی ساری توجہ اللہ تعالیٰ کی طرف رہتی تھی۔ اس کے نزدیک ساری دینی اہمیت صرف اللہ اور رسول کی تھی۔ موجودہ دور میں لوگ نام و نہاد جمہور کی شخصیت کو شعوری و غیر شعوری طور پر مقدس سمجھنے لگے۔ اس طرح اسلام میں شخصیت پرستی داخل ہو گئی۔

اسلام اپنے اندر ایک تسخیری کشش رکھتا ہے۔ اگر مسلمانوں کو غیر مسلموں (افریقی و عربی) کے درمیان نفرت ختم کر کے معتدل فضاء قائم کر دی جائے تو اسلام پیچھے آپ

پھٹے لگتا ہے۔ اسلام کو اعلیٰ تعلیم یافتہ طبقہ میں قابل قبول بنانے کے لیے اسلام کو جدید اعلیٰ معیار پر پیش کرے کی ضرورت ہے۔ موجودہ زمانہ علمی ترقی کا زمانہ ہے۔ سائنسی انقلاب کے نتیجہ میں انسان نے فکر میں زبردست تبدیلیاں دیکھ لی ہیں۔ وقت کے تمام اعلیٰ ذہن جدید معیار حاصل کر کے نئے نئے دور میں پہنچ چکے ہیں۔ اب ضرورت ہے کہ اسلام کا وقت کے علمی معیار پر پیش کیا جائے۔ اسلام کو عصری وسائل کے ساتھ لوگوں کے سامنے لایا جائے تاکہ جدید طبقوں کی طرف متوجہ ہو سکے۔ مگر وقت کا یہ اہم ترین کام نہ ہو سکا۔ کیا وجہ یہ ہے کہ غریب مسلمان اپنی پستی کی وجہ سے اس اہم کام کی طرف مائل ہی نہیں ہوئے۔ مسلمان تعداد کے اعتبار سے آج زیادہ ہیں مگر زور و تاثیر کے اعتبار سے وہ دنیا کی سب سے زیادہ کمزور قوم بنے ہوئے ہیں۔ کیونکہ زور و اثر تاثیر اعلیٰ ذہنوں کے ذریعہ آتی ہے۔ ایسے مسلمان اسلام کی طرف مائل نہ ہو سکتے ہیں۔ غیر مسلموں کے اعلیٰ ذہن نہ بکرا اسلام کی طرف مائل ہوتے۔

عید مبارک

شیخ سلسلہ عالیہ توحید پیغمبر یعقوب صاحب اور ادارہ فلاح آدمیت کی طرف سے تمام کارکن کرام کو عید الفطر کی مبارک ہو۔
اللہ تعالیٰ تمام مسلمانوں کو ماہ رمضان میں صیام و قیام کا بہترین بدلہ عطا فرمائے اور عید کی حقیقی مسرتیں نصیب فرمائے۔ آمین
(ادارہ)

حسن سلوک

(یو ویسرو محمد شبیر شاہد ہونو ای)

اللہ تعالیٰ نے نہ صرف انسانوں سے بلکہ تمام مخلوق سے اچھا سلوک کرے تا علم دے

خصوصاً رشتہ داروں کے حوالہ سے قرآن حکیم میں سخت وعید ہے۔

ہو (اسے حقوق) نعم سے اس کے سوا اور کیا توقع کی جا سکتی ہے کہ اگر تم اُن سے بھڑکے تو زمین میں
لہو و میوے کے اور آہٹیں میں قطع رحمی رہ گئے؟ یہی وہ لوگ ہیں جنہیں اللہ اپنی رحمت سے دور

کر دیا اور سہرا رویا ہے انہیں اور انہیں کی روٹی ہیں اللہ کی ہتھکڑیاں (سورہ محمد 22-23)

و یہ سب ہر ملہ چھپ میں اور ہر اخلاقی نظام میں رشتہ داروں کے حقوق کا درس ملتا ہے کہ
رشتہ داروں کے ساتھ اچھا سلوک کر، لیکن جمہور کریم ﷺ نے اُن کے حقوق کے لئے ایسے اصول
وضع کئے ہیں کہ کسی بھی رشتہ داروں کے حقوق کی خلاف ورزی نہ ہو۔ ایمان کے ساتھ کبھی بھی بدسلوکی
نہ کریں۔ دھڑلے سے نہ جب بھی اس کے ساتھ اچھا بننا دے۔ تو یہ کام اس کو خوش کرنے سے
بڑا وہ اللہ تعالیٰ کو خوش کرے۔ کئے کرے، جب اس اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کی خاطر اچھا سلوک
کرے گا تو اس کا لازمی نتیجہ یہ ہوگا کہ وہ اپنے رشتہ داروں سے نبی پر لے کر توقع نہیں رکھے گا۔

حقیقی طور پر پرستش رحمی کرے، اللہ بھی یہی ہے جو ہر لے کا اظہار نہ کرے اور نہ توقع کرے
۔ پھر اس کا حق ضائع کر رہا ہو اور اس کے ساتھ قطع تعلیق کر رہا ہو وہ یہ شخص اللہ تعالیٰ کی رحمت کی
خاطر اس کے ساتھ اچھا سلوک کر رہا ہو یہ شخص حقیقت میں صلہ رحمی کرنے والا ہے اور صلہ رحمی کیسے
استادہ کا مستحق ہے۔

سپہ سالار نے اپنے اقرباء کے ساتھ اچھا سلوک کیا جبکہ انہوں نے سپہ سالار کو اپنا امین اور
کلیدیں دے دیں۔ کوئی کسر نہ چھوڑی۔ لہذا ارشد داروں کی بدسلوکی پر حسن سلوک کرنا بھی سنت ہے
دنیا میں راحت سے رہنے کا یہ بہترین فائدہ ہے کہ مخلوق سے اچھے سلوک کی توقع

نہیں لگائی جو چہ خواہ وہ رشتہ داری جس نہ ہو کہ میں اس سے اچھا سوک مر رہا تھا وہ میرے ساتھ بھی اچھا بنا دے گا۔ یہ تمام توقعات ختم کر کے صرف اللہ تعالیٰ سے توقع رکھنا چاہیے اگر کبھی رشتہ دار یا کسی اور سے کوئی اچھائی ملے تو وہ عارضہ توقع ہوگی اور اس سے عام سمجھو۔ اس کے نتیجے میں خوشی بہت ہوگی کیونکہ عارف توقع ہی ہے اور اگر اس طرف سے کوئی تکلیف پہنچے گی تو پھر یہ وہ پیشانی نہیں ہوگی۔

حضرت غیاث ثنائی فرماتے ہیں: ہمارے پاس کے ہوشیاروں کو ہمارے عاقبت اور سکون اور رحمت کا پتہ چل جائے تو وہ ہوشیار ہیں بے رنج نہیں کہ یہ راحت اور سکون ہمیں دے گا۔ یہ سکون و راحت کیسے ملی۔ صرف مخلوق سے لگاؤ ہٹانے سے اور ان سے تو تعاقب ختم کرنے سے حاصل ہوئے۔ جب مخلوق سے توقعات ختم ہو جاتی ہیں تو پھر سکون حاصل ہوتا ہے۔

خیر و رحمت کا کام کرتے ہیں اس سے نیا اور رحمت میں فلاح اور کامیابی حاصل ہوتی ہے۔ دوسروں کے ساتھ حسن سلوک اس کے ساتھ رحم، ان کی ضرورتوں اور حاجتوں کو پورا کرنا یہ سب خیر اور رحمت کے کام ہیں۔

ایک حدیث مبارکہ میں ہے حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے مروی ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: "جو مسلمان کسی دوسرے مسلمان پر ظلم کرتا ہے اور وہ اس کو دشمنوں کے حوالے کرتا ہے یہی نہ اس کو بے پردہ دیکھا جھوٹا ہے۔ جو شخص اپنے کسی مسلمان بھائی کی ضرورت کو پورا کرنے میں لگا ہوا ہو۔ اس کا کوئی کام کر رہا ہو تو جب تک وہ اپنے بھائی کا کام نہ کرے گا اللہ تعالیٰ اس کے کام نہ دے گا۔ اس کی حاجتیں پوری کرتے رہیں گے۔

اور جو شخص کسی مسلمان کی پردہ پوشی کرے اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس کی پردہ پوشی کرے گا۔ جو شخص کسی مسلمان کی دنیاوی چیزیں میں سے کوئی بے چینی دے کرے مثلاً: ہر کسی مصیبت یا پریشانی میں گھرا ہوا ہے اور وہ شخص اس کی مدد کرے اللہ تعالیٰ اس کے بدلے قیامت کی نعمتیں اور بے چینیوں میں ایک بے چینی دے گا۔ یہ سب گئے

اسلام کا مسلمان سے یہ مطالبہ ہے کہ صرف بیسویں کی کوئٹہ دیکھو نہ کتنے پیسہ چلا گیا ورنہ کتنے پیسہ آگیا بلکہ یہ دیکھو کہ کسی اللہ کے بندے کے ساتھ نرمی کا معاملہ کرنا یہ اللہ تعالیٰ کو ناسخوب ہے جس کی کوئی حد و اعتدائیں و اس کے بدلے میں اللہ تعالیٰ اس کے ساتھ قیامت کے روز نرمی کا معاملہ فرمائیں گے

خدمت خلق بہت بڑی عبادت ہے۔ اللہ تعالیٰ سے محبت کا دعویٰ سچائی نہیں ہو سکتا جب تک اس کی مخلوق سے محبت نہ ہو اور مخلوق سے محبت اس کی خدمت سے عجیب ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں اگر تمہیں ہمارے ساتھ محبت کا دعویٰ ہے تو پھر میری مخلوق کے ساتھ محبت کرو اور ان کی خدمت کرو۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اگر تمہیں مجھ سے تعلق قائم کرنا ہے تو دین میں میرے بندے سے محبت کرو اور میرے بندوں پر رحم کرو اور ان کے ساتھ نرمی کرنا و اگر وہ اس سے میری محبت پیدا ہوگی اور مجھ سے محبت کرنے کا طریقہ بھی یہی ہے۔

حدیث مبارکہ میں ہے کہ جو شخص کسی بھگت کے ساتھ آسمانی کام ملے کرے تو اللہ تعالیٰ بنا دترت دہوں میں اس کے ساتھ آسمانی کام ملے گا۔ اصل آسمانی تو ترس کی آسمانی سے دینا یہ شخص دنیا میں بھی پریشاں نہیں رہتا۔

ایک حدیث مبارکہ میں ہے کہ ایک فرشتہ رزا اللہ تعالیٰ سے یہ دعا کرتا ہے کہ "اے اللہ جو شخص بیسویں کو جوڑ جوڑ کر رکھتا ہو یعنی ہر وقت گفت ہتا ہو۔ اب کتنے ہو گئے اور ب کتنے ہو گئے و خرچ کرتے ہو جان نکل رہی ہے۔ اے اللہ اس کے مال پر ہر مدت مال دے اللہ کی راہ میں پیسے خرچ کرنے والوں کے لئے فرشتہ یہ دعا کرتا ہے۔

۳۱۔ اللہ جو شخص اللہ کی راہ میں خرچ کرتا ہو و صدق خیرات دے گا، وہ لوگوں کے ساتھ دس سوک رہا ہو، کسی کو پیسے دے رہا ہے کسی کو پیسے معاف کر رہا ہے۔ اے اللہ اپنے خرچ کرنے والے کو خرچ کا بدلہ دنیا میں عطا فرما۔

سلسلہ عالیہ توحید یہ کے زیر اہتمام افطار پروگرام

حافظ محمد عین (ڈیڑھ)

شیخ سید عالیہ توحید یہ جناب محمد یعقوب توحید کی طرف سے ۲۱ جوں بدو تو اور مرکز تعمیر ملت پر سالانہ افطار پروگرام کا اہتمام کیا گیا۔ پروگرام میں شرکت کے لیے بھائیوں کی آمد ماہِ ذی قعدہ سے پہلے ہی شروع ہو گئی تھی۔ قریب چار کے حلقہ جات (گلکھڑ، بوجہ، نواہ، نوکھر، ڈیوی کا لوئی، وغیرہ) کے پیر بھائیوں نے پروگرام میں شرکت کی سعادت حاصل کی۔ پروگرام کا باقاعدہ آغاز نمازِ عصر کے فوراً بعد ہوا۔ سچے آئے والے بھائیوں کے تعارف کے ساتھ ہی ۱۲ جات نے سلسلہ کی تعلیم پر بھروسہ کر جامع انداز میں گفتگو فرمائی۔ آپ نے فرمایا کہ سلسلہ توحید یہ کی بنیاد حضرت خواجہ عبدالعظیم انصاریؒ نے 1950 کی دہائی میں رکھی۔ سلسلہ عالیہ توحید یہ کی بنیاد کا مقصد لوگوں کی صلوات تھی۔ ہمارے سلسلہ کی تعلیم میں دو چیزیں کو چھوڑنے اور دو کو اختیار کرنے کی تلقین کی جاتی ہے۔ محبت اور صداقت کو اپنانا اور غصہ اور نفرت کو چھوڑنے کا حکم دیا جاتا ہے۔ غصہ ایک طبعی جذبہ ہے جسے ختم تو نہیں کیا جا سکتا البتہ کنٹرول کیا جا سکتا ہے۔ غصہ کی ایک اہم خوبی یہ بھی ہے کہ یہ ہمیشہ اپنے سے نرا لوگوں پر آتا ہے اپنے سے طاقتور پر نہیں آتا۔ غصہ سے عقل جاتی رہتی ہے اور انسان ایسے کام کر کر رہتا ہے جس سے آخر میں خود اس کو نقصان پہنچتا ہے۔

بائی سید عالیہ توحید یہ حضرت خواجہ عبدالعظیم انصاریؒ نے بھی اپنی کتاب طریقت توحید میں غصہ کے متعلق ارشاد فرمایا ہے کہ ”محبت ایک تہیہ کی جگہ ہے اور غصہ تخریبی، محبت بناتی ہے اور غصہ بگاڑتا اور تباہ رہتا ہے۔ غصہ سے عقل جاتی رہتی ہے عقل ہی تو وہ چیز ہے جو انسان کو حیوانات پر برتری دیتی ہے اس لیے تم پر لازم ہے کہ غصہ کو بالکل ٹھیک کر دو۔ اس کا یہ مطلب

نہیں کہ ضروری حالت میں تم اپنی مدافعت بھی نہ کرو اور بے عزتی یا نقصان برداشت کیے جاؤ ہرگز نہیں۔ مطلب صرف یہ ہے اپنی عزت اور جان و مال کی حفاظت کے لیے سب کچھ کرو۔ یاد رکھو غصہ سے جو کام کیا جاتا ہے وہ اکثر گڑ جاتا ہے۔ اور فائدہ کی بجائے الٹا نقصان پہنچتا ہے لیکن ٹھنڈے دماغ اور خوش اخلاقی اور خوش تدبیری سے جو کام کیا جاتا ہے اس میں ہمیشہ کامیابی ہوتی ہے۔“

مریدین سلسلہ توحید یہ کو خاص طور پر یہ ہدایت کی جاتی ہے کہ غصہ اور نفرت کو بالکل نفی کرو اور محبت و صداقت کا اختیار کر دیکر نہ کہ اگر کوئی شخص گناہ گار ہے تو 7 پکواس سے نفرت نہیں کرنی چاہیے بلکہ نفرت تو اس کی برائی سے کرنی چاہیے اس پر تو تم کو رحم آنا چاہیے کہ وہ گناہ کر رہا ہے۔ غصہ اور نفرت کو چھوڑنا اور محبت و صداقت کا اختیار کرنا ہی ہماری تعلیم کا مقصد ہے۔ اخلاق حسنی بنیاد محبت و صداقت پر ہے۔ محبت کے ساتھ صداقت کا ہونا بہت ضروری ہے مثلاً تم ایک جج ہو اور تمہارا صرف ایک ہی بیٹا ہے تمہارے بیٹے نے کسی کو بے گناہ قتل کر دیا ہے اور مقدمہ تمہارے سامنے پیش ہوا۔ جرم ثابت ہو گیا تو اب محبت کا تقاضا ہے کہ کوئی قانونی قسم نکال کر تم اپنے بیٹے کو بری کر دو لیکن حق کا تقاضا ہے کہ تم اسکو پھانسی کی سزا دو۔ زندگی میں ایسے سینکڑوں مواقع آتے ہیں جب محبت اور صداقت کا ٹکراؤ ہو جاتا ہے اس لیے ہر موقعہ پر تم کو ہی کرنا چاہیے جو حق ہو۔

قبلہ بابا جان نے فرمایا کہ اصلاح کا بہت بڑا گوارہ آپ کا اپنا گھر ہے۔ غصہ اور نفرت کی اصل مشق تو آپ کے گھر میں ہی ہو سکتی ہے۔ سب سے بڑی نفرتی تو آپ کی بیوی ہے جو آپکا بہت زیادہ غصہ برداشت کرتی ہے۔ لہذا غصہ کی نفی کی مشق اپنے گھر سے ہی شروع کرنی چاہیے۔ مختصر بات چیت کے بعد ایصالِ ثواب کے لیے اجتماعی تلاوت قرآن کریم کی گئی جس میں تمام بھائیوں نے تلاوت قرآن پاک کی سعادت حاصل کی۔ عبد القیوم ہاشمی صاحب اور تمام توحیدی

بھائیوں نے مل کا اجتماعی درود شریف پڑھا۔ مدیر ماہنامہ فلاح آدمیت احمد رضا خان نے اپنی گفتگو میں رمضان المبارک کی عظمت و فضیلت کو بیان فرمایا۔

آخر میں شیخ سلسلہ عالیہ توحید یہ قبیلہ محمد یعقوب خان نے اپنی دعا میں سلسلہ کے سب بھائیوں اور عالم اسلام کے لیے خصوصی دعا فرمائی۔ روزہ کشائی کے لیے بابا جان کی طرف سے بہترین انتظام کیا گیا تھا۔ بھائیوں کی کھجور، خرپوزہ، خربانی اور آموں سے تواضع کی گئی۔ نماز مغرب بابا جان کی امامت میں ادا کی گئی۔ نماز کے بعد بھائیوں کے لیے کھانے کا اہتمام کیا گیا تھا۔ کھانے کے بعد شیخ سلسلہ سے الوداعی ملاقاتوں کا سلسلہ شروع ہوا جو بھائیوں کی روانگی تک جاری رہا۔ مسالانہ افطار پھر گرام کے انتظامات کو جراتوالہ کے بھائی احمد رضا خان اور محمد ریاض نے احسن طریقے سے ادا کیے۔

دعائے مغفرت

چو کا عظم سے بھائی محمد عامر کے والد محترم
راولپنڈی سے بھائی شہد بہت کے والد محترم
اسلام آباد سے بھائی محمد شریف کے کزن محمد اشفاق
بقضائے الہی وفات پا گئے ہیں
(إِنَّا لِلّٰهِ وَإِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُونَ) اللہ تعالیٰ ان کی مغفرت فرمائے۔
مرحومین کی مغفرت اور بلندی درجات کیلئے دعا فرمائیں۔

بانی سلسلہ عالیہ توحید یہ خواجہ عبدالحکیم انصاریؒ کی شہرہ آفاق تصانیف

کتاب ہذا بانی سلسلہ خواجہ عبدالحکیم انصاریؒ کے خطبات پر مشتمل ہے۔ جو آپ نے سالانہ اجتماعات پر ارشاد فرمائے انہیں درج ذیل خصوصی مسائل پر روشنی ڈالی گئی۔ سلوک و تصوف میں ذاتی تجربات، مرشد کی تلاش کے دس سالہ دور کا حال۔ زوالِ امت میں اُمراء، علماء، صوفیاء کا کردار۔ علماء اور صوفیاء کے طریق اصلاح کا فرق۔ تصوف خفیہ اور بیدار کے اثرات اور تصوف کے انسانی زندگی پر اثرات۔ سلسلہ عالیہ توحید یہ کے قیام سے فقیری کی راہ کیونکر آسان ہوئی۔



وحدت الوجود کے موضوع پر یہ مختصری کتاب نہایت ہی اہم دستاویز ہے۔ مصنفؒ نے وحدت الوجود کی کیفیت اور روحانی مشاہدات کو عام فہم دلائل کی روشنی میں آسان زبان میں بیان کر دیا ہے۔ آپ نے جن دیگر موضوعات پر روشنی ڈالی ہے وہ یہ ہیں:- حضرت مجدد الف ثانیؒ کا نظریہ وحدت الشہود، انسان کی بناء اور ترقی کیلئے دین کی اہمیت اور ناگزیریت، بنیادی سوال جس نے نظریہ وحدت الوجود کو جنم دیا اور روحانی سلوک کے دوران بزرگانِ عظام کو ہوجانے والی غلط فہمیاں۔



مکتبہ توحید یہ کی مطبوعات

قرون اولیٰ میں مسلمانوں کی بے مثال ترقی اور موجودہ دور میں زوال و انحطاط کی وجوہات، اسلامی تصوف کیا ہے؟ سلوک طے کرنے کا عملی طریقہ، سلوک کا ماحصل اور سلوک کے ادوار، ایمان محکم کس طرح پیدا ہوتا ہے؟ عالم روحانی کی تشریح، جنت، دوزخ کا محل وقوع اور ان کے طبقات کی تعداد، انسانی روح کی حقیقت کیا ہے؟ روح کا دنیا میں آنا اور واپسی کا سفر، اسلامی عبادات، معاملات، اور اخلاق و آداب کے اسرار و رموز اور نفسیاتی اثرات، امت مسلمہ کے لئے اپنے کھوئے ہوئے مقام کے حصول کیلئے واضح لائحہ عمل۔



یہ کتاب سلسلہ عالیہ توحید یہ کا آئین ہے۔ اس میں سلسلے کی تنظیم اور عملی سلوک کے طریقے تفصیل کے ساتھ بیان کئے گئے ہیں۔ جو لوگ سلسلہ میں شامل ہونا چاہتے ہیں انہیں یہ کتاب ضرور پڑھنی چاہئے۔ حضرت خواجہ عبدالکیم انصاریؒ نے تصوف کی تاریخ میں پہلی مرتبہ فقیری کا مکمل نصاب اس چھوٹی سی کتاب میں قلم بند کر دیا ہے۔ اس میں وہ تمام اذکار اور اعمال و اشغال تفصیل کے ساتھ تحریر کر دیئے ہیں جس پر عمل کر کے ایک سالک اللہ تعالیٰ کی محبت، حضوری، ملقاہ اور معرفت حاصل کر سکتا ہے۔



Reg: CPL - 01

Website www.tauheediyah.com